ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
28 مارچ 2001ء
اقتدار احمد مرحوم
مدیر: حافظ عاکف سعید

☆ سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنے والا ملک و قوم کا غدار!
☆ انقلابی جدوجہد کے ساتھ فکری و علمی جہاد بھی ناگزیر ہے
☆ اندرون سندھ میں دوبارہ بدامنی کی لہر

اُمت مسلمہ پر عذاب کے سائے

''مغرب ہو یا مشرق' اس وقت ساری دنیا میں مسلمان شدید ترین مصائب و آلام سے دوچار ہیں۔ چنانچہ مشرق میں بھارت اور کشمیر' اور مغرب میں بوسنیا ہرزیگووینا تو بالفعل ع ''ہو گیا مانند آب ارزاں مسلماں کا لہو'' کا نقشہ پیش کر رہی ہے' باقی عالم اسلام بھی یا افغانستان اور تاجکستان کی طرح خانہ جنگی کے عذاب میں مبتلا ہے یا سورۃ النحل کی آیت ۱۱۲ میں واردشدہ الفاظ ''لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ'' کے مطابق بھوک اور خوف کے لباس میں ملبوس نظر آتا ہے' اور جہاں بظاہر ان دونوں میں سے کوئی صورت موجود نہیں ہے بلکہ دولت کی ریل پیل اور عمارتوں کی شان و شوکت یورپ ہی نہیں امریکہ کا مقابلہ کرتی نظر آتی ہے وہاں بھی ''ذلت و مسکنت'' کی یہ صورت بتمام و کمال موجود ہے کہ بین الاقوامی سطح پر نہ عزت ہے نہ وقار اور خود داخلی سطح پر بھی حقیقی آزادی حاصل ہے نہ واقعی اختیار۔ چنانچہ ایک جانب ''ذلت'' کی انتہا یہ ہے کہ مغرب کے اخبارات و جرائد میں ان دولت مند ترین مسلمانوں کا تذکرہ بالعموم تمسخر اور استہزاء کے ساتھ ہوتا ہے تو دوسری جانب ''مسکنت'' اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ بھارت میں بابری مسجد کے گرائے جانے پر پچاس سے زائد نام نہاد مسلمان حکومتوں میں سے کسی ایک کو بھی یہ جرأت نہیں ہوئی کہ بھارت کی حکومت سے یہ ہی کہہ سکتی کہ اگر مسجد فی الفور دوبارہ تعمیر نہ کی گئی تو ہم سفارتی یا اس سے بھی کم تر درجہ میں تجارتی تعلقات منقطع کر لیں گے۔ گویا عزت و وقار کے ساتھ ساتھ غیرت ملی جنازہ بھی نکل چکا ہے اور سوا ارب سے زیادہ افراد پر مشتمل عالمی ملت اسلامیہ اس وقت بالفعل ع ''حمیت نام تھا جس کا گئی تیمور کے گھر سے'' کا نقشہ پیش کر رہی ہے' تو سوچئے کہ الفاظ قرآنی ﴿ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءُوْا بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ﴾ یعنی ان پر ذلت اور مسکنت مسلط کر دی گئی اور وہ اللہ کے غضب میں گھر گئے'' کے مصداق اس وقت ہم نام نہاد مسلمان ہیں یا یہود؟''

(امیر تنظیم اسلامی کی کتاب ''سابقہ اور موجودہ مسلمان امتوں کا ماضی اور مستقبل اور مسلمانانِ پاکستان کی خصوصی ذمہ داری'' سے ایک اقتباس)

قیمت: 5 روپے

تنظیمِ اسلامی کا پیغام　　نظام خلافت کا قیام

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الهدیٰ

از : ڈاکٹر اسرار احمد

سورۃ البقرۃ (۱۰)

﴿ الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ ﴾

"الف لام میم! یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں ' ہدایت ہے پرہیزگاروں کے لئے۔"

﴿ذٰلِكَ الْكِتٰبُ﴾ میں قرآن مجید کا تذکرہ ہے۔ نوٹ کرنے کی بات یہ ہے کہ یہاں اس کے لئے اشارہ بعید "ذٰلِكَ" استعمال ہوا ہے۔ اشارہ بعید اور قریب کے استعمالات اور معانی کے ضمن میں مختلف آراء موجود ہیں۔ ان میں یہ بھی ہے کہ اگر کسی شے کا گفتگو میں پہلے تذکرہ کیا جا چکا ہو یا کوئی شے ایسی ہو جس کا ذہن میں تصور موجود ہو تو اس کی طرف اشارہ کے لئے "ذٰلِكَ" استعمال ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ بسا اوقات کسی چیز یا ہستی کی تعظیم کے لئے بھی اشارہ قریب کو مناسب نہیں سمجھا جاتا بلکہ اشارہ بعید استعمال کیا جاتا ہے۔ آنحضرت' آنجناب اور آں محترم میں "آں" اشارہ بعید ہے۔

اشارہ بعید "ذٰلِكَ" کا استعمال اور اس کے بعد کتاب پر "ال" "لام معرفہ کا اضافہ اس بات کی رہنمائی دیتا ہے کہ اس کتاب کا تصور ذہن میں پہلے سے موجود ہے یعنی "یہ ہے وہ کتاب"۔ یاد رہے کہ سورۃ الفاتحہ میں ہم ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ کہہ کر اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت دے۔ "ذٰلِكَ الْكِتٰبُ" میں گویا اس سوال کا جواب دیا جا رہا ہے کہ یہ وہ کتاب ہدایت ہے جس کی تم نے سورۃ الفاتحہ میں درخواست کی ہے۔

﴿لَا رَيْبَ فِيْهِ﴾ کے دو مفہوم لئے گئے ہیں۔ ایک یہ کہ "اس میں کوئی شک نہیں" یعنی اس میں کوئی بات ایسی نہیں جو قابل شک ہو' یہ کتاب کل کی کل یقینی امور پر مشتمل ہے۔ اس میں جو پیشین گوئیاں ہیں وہ سب یقینی ہیں۔ اس میں جو حقائق بیان ہوئے ہیں' جو اوامر و نواہی ہیں وہ عقل محکم کی بنیاد پر ہیں۔ دوسرا یہ کہ اس کے کتاب اللہ ہونے میں کوئی شک نہیں ـــــ دنیا میں شاید ہی کوئی کتاب ہو جس کا آغاز اس دعوے سے ہوتا ہو۔ اس پہلو سے تو دنیا نے مانا اور تسلیم کیا ہے کہ بلاشک و شبہ یہ وہی کتاب ہے جو محمد ﷺ نے اپنی امت کو عطا کی اور اس میں کوئی تحریف نہیں ہوئی۔ ہمارا اس کے بعد مزید ایمان و یقین ہے کہ یہ وہی کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو عطا فرمائی۔

﴿هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾ تقویٰ کے لفظی معانی تو بچنا ہیں۔ لغوی مفہوم میں متقی شخص وہ ہے جس کے اندر اخلاقی حس موجود ہو اور اس کی فطرت اپنی صحت و سلامتی پر برقرار ہو۔ انسانی فطرت کی صحت کی ایک علامت تو جذبہ تشکر اور جذبہ رحم ہے' دوسرا انسان میں نیکی اور بدی کی تمیز برقرار رہنا۔ کسی نے آپ کے ساتھ بھلائی کی ہے تو آپ کے اندر سے جذبۂ شکر موجزن ہونا چاہئے اور اگر کسی کو تکلیف میں مبتلا دیکھیں لازماً آپ کے اندر جذبہ رحم پیدا ہونا چاہئے۔ اسی طرح انسان کے اندر نیکی کی طرف رغبت اور بدی سے ایک گونہ نفرت ہو' گویا ضمیر مردہ نہ ہو گیا ہو۔ یہی وہ کیفیت ہے جو تقویٰ کا نقطہ آغاز ہے۔ اصطلاحی معنی میں متقی شخص وہ ہے جو گناہوں سے اور اللہ کے احکام کو توڑنے سے بچتا ہے۔ جہاں تک ہدایت کا تعلق ہے' سلیم العقل شخص ایمان کے بنیادی حقائق تک تو خود ہی پہنچ جاتا ہے لیکن ایمان و یقین کی گہرائی اور زندگی گزارنے کے طریقوں سے متعلق اسے انبیاء و رُسل کے ذریعے تفصیلی رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ درحقیقت اسی ہدایت و رہنمائی کے لئے قرآن مجید کو نازل کیا گیا۔

فرمان نبویؐ

از : چوہدری رحمت اللہ بٹر

اطاعت رسول ﷺ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِشِعْبٍ فِيْهِ عَيْنُ مَاءٍ عَذْبٍ وَاَعْجَبَهُ طِيْبُهُ فَقَالَ لَوْ اَقَمْتُ فِیْ هٰذَا الشِّعْبِ وَاعْتَزَلْتُ النَّاسَ وَلَا اَفْعَلُ حَتّٰى اَسْتَاْمِرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِیِّ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ فَاِنَّ مَقَامَ اَحَدِكُمْ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِنْ صَلٰوةٍ سِتِّيْنَ عَامًا خَالِيًا (رواہ احمد)

"حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص (صحابی رسولؐ) کا ایک وادی میں سے گزر ہوا۔ اس میں میٹھے پانی کا چشمہ تھا اور اس کی ہوا بھی اسے بڑی اچھی لگی' تو انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ کاش میں اس وادی میں بس جاؤں اور لوگوں سے علیحدگی اختیار کر لوں۔ میں ایسا نہیں کروں گا جب تک کہ آنحضور ﷺ سے نہ پوچھ لوں' پھر اس نے آپؐ کے سامنے خواہش کا اظہار کیا تو نبی اکرمؐ نے فرمایا ایسا مت کرو! کیونکہ تم میں سے کسی کا اللہ کی راہ میں (کچھ دیر کے لئے) کھڑے ہونا بہتر ہے ساٹھ سال کی خلوت میں نماز ادا کرنے سے۔"

اس دور میں چونکہ اللہ کے دین کو غالب کرنے اور اللہ کی کبریائی کو نافذ کرنے کی جدوجہد جاری تھی اور اللہ کی راہ میں جہاد فرض عین تھا اس لئے نبی اکرم ﷺ نے اپنے ساتھی کو اس کے فرض کی اہمیت جتانے کے لئے یہ موازنہ فرمایا۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ جب دین مغلوب ہو اور باطل کا نظام رائج ہو اس دور میں ہر بندہ مومن پر یہ فرض ہے کہ اللہ کے دین کو غالب کرنے کے لئے اپنی صلاحیت' اوقات اور مال کو اللہ کی راہ میں لگائے' ایسے زمانے میں غلبہ دین کی جدوجہد سے علیحدگی اختیار کرتے ہوئے اللہ کی تسبیح و تحمید کرنے کی کوئی اہمیت نہیں رہتی اور بے ریاء عبادت بھی اللہ کی نگاہ میں بے وقعت ہو جاتی ہے۔ آج بھی ہمارے بعض مذہبی طبقات نماز' روزہ اور مدرسوں کے لئے چندہ کے سوا کوئی دعوت نہیں دے رہے اور باطل نظام کو ختم کرنے کے لئے جان و مال لگانے کے لئے میدان میں نہیں نکل رہے' اور سمجھ رہے ہیں کہ دین اسلام کے سارے تقاضے پورے کر رہے ہیں' اور بزعم خود تقویٰ کے اعلیٰ مقامات حاصل کئے بیٹھے ہیں۔ حالانکہ تمام نظام زندگی پر باطل کا غلبہ ہے اور تمام معاملات کے فیصلے اللہ کے احکامات کے خلاف ہو رہے ہیں۔ ہاں' اگر اللہ کا دین غالب ہو اور جہاد کے لئے مطلوبہ تعداد میں مجاہد موجود ہوں تو باقی لوگ درس و تدریس' دعوت دین اور ذاتی عبادات کے لئے خود کو خاص کر سکتے ہیں جیسے خلافت بنو امیہ کے دور میں تابعین اور تبع تابعین نے کیا۔ لیکن جب جہاد جاری ہو اور غلبہ دین یا قیام نظام خلافت کا کام باقی ہو تو پھر ان معاملات کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی جیسا کہ اس فرمان نبویؐ سے ظاہر ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے ؏

باطل کے اقتدار میں تقویٰ کی آرزو
کیسا حسین فریب ہے جو کھا رہے ہیں ہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

حافظ عاکف سعید

جی ہاں! سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنے والا یقیناً ملک وقوم کا غدار ہے!

سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنے کے حوالے سے حکومت پاکستان پر عالمی طاقتوں کے دباؤ اور مطالبے میں ایک بار پھر شدت آگئی ہے۔ حکومت کے مشکوک رویے کے باعث پاکستان کی عمومی فضا پھر سے بے یقینی کے دبیز بادل تلے آگئی ہے۔ ایک جانب چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف شک کی اس فضا کو ختم کرنے کی خاطر زوردار بیانات کے انبار لگا رہے ہیں کہ ''سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنے والا ملک وقوم کا غدار ہوگا'' اور ''اقتدار چھوڑنا قبول کرلوں گا لیکن ایٹمی صلاحیت پر کوئی سمجھوتہ نہیں کروں گا'' لیکن ان کے تردیدی بیانات کے نتیجے میں ابھی شکوک و شبہات کی گرد پوری طرح بیٹھنے نہیں پاتی کہ وزیر خارجہ عبدالستار بیرون پاکستان دورے سے واپسی پر یہ بیان داغ کر کہ ''سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنا پاکستان کے تحفظ کا موجب ہوگا'' چیف ایگزیکٹو کی ساری محنت پر پانی پھیر دیتے ہیں۔ گویا ہمارے وزیر خارجہ کے نزدیک سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنا پاکستان کے ساتھ عین وفاداری کا تقاضا ہے جبکہ چیف ایگزیکٹو صاحب اسے بیانگ دہل وطن سے غداری کے مترادف قرار دیتے ہیں۔ ع ''خامہ انگشت بدنداں ہے اسے کیا لکھئے!''

ہمارے نزدیک سچ بات وہ ہے جو جناب چیف ایگزیکٹو کے منہ سے نکلی ہے۔ بقول شاعر ؎

نکل جاتی ہے جس کے منہ سے سچی بات مستی میں
فقیہہ مصلحت بیں سے وہ رند بادہ خوار اچھا!

یقیناً سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنے والا ملک خداداد پاکستان کا خیر خواہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ ہمارے نزدیک ایسا شخص ملک وقوم کا غدار ہی نہیں، پوری امت مسلمہ کے ساتھ غداری اور بے وفائی کا مجرم ہے۔ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ ہماری ایٹمی صلاحیت سراسر اللہ کا عطیہ ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں شرمناک حد تک پیچھے رہ جانے کے باوجود دنیا کے نقشہ پر موجود ۵۵ سے زائد اسلامی ممالک میں واحد ملک پاکستان کو یہ خداداد ایٹمی صلاحیت عطا ہو جانا کیا کسی معجزے سے کم ہے! —— اس اعتبار سے یہ بات بلاخوف وتردید کہی جاسکتی ہے کہ پاکستان کی یہ ایٹمی صلاحیت دراصل پوری امت کی امانت ہے جس میں معمولی درجے کی خیانت بھی پوری امت سے غداری اور بے وفائی ٹھہرے گی۔

ہم یہ توقع کرنے میں حق بجانب ہیں کہ جناب چیف ایگزیکٹو اپنے قول کا پاس کرتے ہوئے ایٹمی صلاحیت پر سمجھوتے کے مقابلے میں لیلائے اقتدار سے علیحدگی گوارا کرلیں گے لیکن سی ٹی بی ٹی پر دستخط کر کے ملک وقوم سے غداری کا ارتکاب نہیں کریں گے۔ ہمیں خوب اندازہ ہے کہ پاکستان پر دباؤ بڑھانے کی خاطر یہود کے آلہ کار عالمی مالیاتی استعمار کے ایجنٹوں یعنی آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک نے ہمارے معاشی دیوالیہ پن سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اب سیدھا سیدھا بلیک میلنگ کا راستہ اختیار کرلیا ہے اور اس طرح پاکستان کو ایک فیصلہ کن دوراہے پر لا کھڑا کیا ہے کہ یا تو سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرو ورنہ ڈیفالٹ قرار دے دیئے جاؤ گے۔ حکومت پاکستان کے لئے یقیناً یہ ایک کڑا امتحان ہے۔ ع ''فیصلہ تیرا ترے ہاتھوں میں ہے دل یا شکم!''۔ ہم جناب چیف ایگزیکٹو کو یقین دلاتے ہیں کہ اگر وہ عالمی طاقتوں کے دباؤ کے سامنے آہنی چٹان بن کر ان کی سازش کو ناکام بنانے کی خاطر ڈیفالٹ کا خطرہ مول لے لیں تو چند مفاد پرست طبقات کو چھوڑ کر بقیہ پوری قوم نہ صرف یہ کہ ان کے اس فیصلے کی تائید کرے گی بلکہ اس خداداد ایٹمی صلاحیت کے تحفظ کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی دینے کے لئے بھی تیار ہو جائے گی۔ ہمارے ارباب اختیار کو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ پاکستانی قوم کے سروں پر لٹکتی ڈیفالٹ کی تلوار کے حوالے سے بار بار بلیک میل ہونے اور بجلی، گیس اور تیل کے نرخ بہانے بہانے سے بڑھا کر عوام کی زندگی کو جہنم بنانے سے کہیں بہتر ہوگا کہ ایک بار ہمت کر کے ڈیفالٹ کی کڑوی گولی کو نگل لیا جائے اور غیر ملکی قرضوں کے سہارے جینے کی بجائے اپنی چادر کے مطابق پاؤں پھیلانے اور اپنے وسائل پر اکتفا کرنے کی عادت کو پختہ کیا جائے۔

جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ سی ٹی بی ٹی پر دستخط کے نتیجے میں ہماری ایٹمی صلاحیت کو کسی قسم کا کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوگا، وہ یا تو اتنے بھولے بھالے اور جنت الحمقی کے مکین ہیں کہ وہ سی ٹی بی ٹی کے پس پردہ کارفرما اس عالمی سازش کے ادراک وشعور سے بیگانہ ہیں کہ جو ہر دیدۂ بینا رکھنے والا کھلی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے، یا پھر وہ ان اسلام دشمن عالمی طاقتوں کے آلہ کار ہیں جو پاکستان کو اس ایٹمی صلاحیت سے محروم کرنے کے پر ادھار کھائے بیٹھی ہیں۔ ہم یہ سمجھنے سے عاجز ہیں کہ سی ٹی بی ٹی پر دستخط کے حق میں رائے رکھنے والے عقل کے یہ اندھے اس نوشتہ دیوار کو پڑھنے سے کیوں قاصر ہیں کہ عالمی طاقتوں نے —— جن کی قیادت بظاہر احوال امریکہ کے ہاتھ میں ہے لیکن پس پردہ ڈور ہلانے والی اصل قوت یہودی سازشی عنصر کی ہے —— سی ٹی بی ٹی نامی سازش کا جال بچھایا ہی صرف اس لئے ہے کہ پاکستان کی ایٹمی صلاحیت کو پٹہ ڈالا جاسکے اور اسے بتدریج ایٹمی صلاحیت سے محروم کر دیا جائے۔ سیدھی سی بات ہے کہ سی ٹی بی ٹی پر اگر بھارت دستخط کرے گا تو اس کے عواقب ومضمرات کچھ اور ہوں گے جبکہ اس معاہدے پر اگر پاکستان دستخط کرے گا تو اس کے نتائج ومضمرات بالکل مختلف ہوں گے۔ ان ''عالمی تھانیداروں'' کا بھارت کے ساتھ رویہ کچھ اور ہوگا اور پاکستان کے ساتھ قطعی طور

پر کچھ اور! ـــــ بھارت کی ایٹمی صلاحیت اور اس میں تمام حدود و قیود کو پھلانگنے والی پیش رفت کو یکسر نظر انداز کر دیا جائے گا اور دانستہ چشم پوشی اور غض بصر سے کام لیا جائے گا جبکہ سی ٹی بی ٹی نامی قانون کا سارا نزلہ عضو ضعیف یعنی پاکستان پر گرے گا اور اس کی ایٹمی تنصیبات کا فوری طور پر خورد بین سے معائنہ شروع ہو جائے گا اور کوئی نہ کوئی نکتہ اعتراض تلاش کر کے ہمیں لامحالہ اس صلاحیت کو رول بیک کرنے پر مجبور کر دیا جائے گا۔

ہماری یہ تشویش بلاجواز نہیں ہے۔ امریکہ سمیت یہ تمام عالمی طاقتیں جن سب کی رگ جان آج پنجہ یہود میں ہے' بڑی ڈھٹائی کے ساتھ دوہرے معیارات (ڈبل سٹینڈرڈ) اپنائے ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کے لئے ان کے باٹ کچھ اور ہیں جبکہ بقیہ دنیا کے لئے کوئی اور۔ مسلمانوں کے لئے ان کے قوانین بالکل مختلف ہیں جبکہ بقیہ دنیا کے لئے قطعی طور پر کچھ اور ـــــ یہ عالمی طاقتیں' جی ہاں یہ نام نہاد مہذب اور اعلیٰ تعلیم یافتہ اقوام کہ یو این او جن کی آلہ کار بلکہ لونڈی ہے' جھوٹ اور دغابازی ہی نہیں ناانصافی اور ظلم میں بھی شیطان کو کہیں پیچھے چھوڑ چکی ہیں۔ ان سب کو دشمنی صرف اور صرف اسلام اور مسلمانوں سے ہے۔ بوسنیا اور کوسووا میں ہزاروں نہیں لاکھوں مسلمان سفاکانہ طور پر قتل کر دیئے جاتے ہیں تو ان عالمی طاقتوں کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی اور ''انسانی حقوق کے ٹھیکیدار'' یو این او کے ماتھے پر شکن تک نہیں آتی لیکن انڈونیشیا میں عیسائی آبادی کو مسلمانوں سے کوئی خطرہ لاحق ہو تو یو این او کو سخت ترین فوجی اقدام کا فیصلہ کرنے میں کوئی تامل نہیں ہوتا۔ چیچنیا' کشمیر اور فلسطین میں ہزاروں بے گناہ مسلمانوں کو بربریت کا نشانہ بنایا جا رہا ہو اور انسانی حقوق کو کند چھری سے ذبح کیا جا رہا ہو تو ان نام نہاد مہذب عالمی طاقتوں اور انسانیت کے علمبرداروں کو کوئی تشویش لاحق نہیں ہوتی لیکن مسلمان اگر اپنے دین و مذہب کے تقاضے کے تحت پتھروں کے بنے ہوئے چند بے جان مجسمے توڑ ڈالیں تو یہ بے اصول عالمی طاقتیں سراپا احتجاج بن کر مخالفانہ پراپیگنڈے کا طوفان اٹھا دیتی ہیں۔!!!

مسلمانوں کے معاملے میں اس طرح ڈھٹائی کے ساتھ دوہرے معیارات رکھنے اور جانبداری کی تمام حدود کو پھلانگ ڈالنے والی ان عالمی طاقتوں سے اگر کسی کو خیر کی کوئی توقع ہے یا اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنے سے ہماری ایٹمی صلاحیت پر کوئی آنچ نہیں آئے گی تو اسکی عقل کا ماتم ہی کیا جانا چاہئے۔ ایسا شخص یا تو بصارت اور بصیرت دونوں سے یکسر محروم اور تہی دامن ہے' بصورت دیگر وہ ضرور اسلام دشمن عالمی طاقتوں کا ایجنٹ ہے اور ملک و قوم کا غدار!OO

تجزیہ

ابو الحسن

پاکستان کے بدترین دشمن ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف

بیسویں صدی کے وسط تک کم و بیش تمام غلام اقوام آزادی سے ہمکنار ہو چکی تھیں۔ جمہوری نظام حکومت متعارف ہونے سے نو آبادیاتی نظام کی چولیں خود بخود ڈھیلی ہو گئی تھیں۔ ذرائع مواصلات کی غیر معمولی ترقی نے دنیا کو گلوبل ویلج بنا دیا۔ نئی صورتحال یہودی قوم کے لئے آئیڈیل تھی بلکہ اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہو گا کہ باقاعدہ منصوبہ بندی سے دنیا کو اس مقام پر لایا گیا کیونکہ یہودی تعداد میں قلیل ہیں اور عسکری لحاظ سے دنیا پر قبضہ کرنا ان کے لئے ممکن نہیں ہے۔ لہذا اس سکڑ جانے والی دنیا پر اپنا کنٹرول قائم کرنے کے لئے ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف جیسے مالیاتی ادارے بنائے گئے اور میڈیا پر قبضہ کر کے ایک ایسا مافیا وجود میں لایا گیا جس کے لئے دن کو رات اور رات کو دن ثابت کرنا کوئی دشوار نہ رہا۔ ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف ظاہری طور پر مالیاتی ادارے ہیں جو غریب ممالک کو اوپن مارکیٹ کی نسبت کم شرح سود پر قرضے دیتے ہیں لیکن ایسی شرائط عائد کر دیتے ہیں کہ یہ ممالک انتظامی سطح پر اور داخلی و خارجی سطح پر آزاد فیصلے نہیں کر سکتے بلکہ وہ ان مالیاتی اداروں کے مالک یہودیوں اور ان کے سرپرست امریکہ سے ڈکٹیشن لینے پر مجبور ہوتے ہیں۔

بدقسمتی سے پاکستان کے کرپٹ حکمرانوں نے ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کے مہیا کردہ قرضوں کو شیر مادر کی طرح ہضم کیا۔ اکثر و بیشتر یہ قرضے غیر پیداواری اور غیر ترقیاتی منصوبوں پر خرچ کر دیئے گئے۔ جب پاکستان قرضوں کا عادی اور محتاج ہو گیا تو یہ قرضے جو امداد کے نام پر دیئے جاتے تھے۔ ان کی شرائط سخت سے سخت تر ہوتی چلی گئیں۔ نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ ورلڈ بینک کے حکام ہمارے بجٹ کی منظوری دیتے ہیں اور چیف ایگزیکٹو کھلم کھلا ان مالیاتی اداروں کے سامنے سربسجود ہونے کا اعلان کرتے رہتے ہیں ان مالیاتی اداروں کے حکم پر وقفہ وقفہ سے بجلی پانی اور گیس کے بلوں میں حکومت اضافہ کرنے پر مجبور ہے جس سے اشیاء کی پیداواری لاگت میں زبردست اضافہ ہو رہا ہے۔ عوام مہنگائی کے ہاتھوں چیخ رہے ہیں' سرمایہ کاری رک چکی ہے جس سے بیروزگاری کا اژدھا تعلیم یافتہ نوجوانوں کو اخلاقی اور قانونی لحاظ سے ہڑپ کر رہا ہے۔ یہ نوجوان یونیورسٹیوں کی سندیں ہاتھوں میں لئے سرکاری دفاتر کے چکر کاٹ رہے ہیں مایوسیوں اور محرومیوں نے انہیں تشدد کا راستہ دکھا دیا ہے۔ مردوں کی کثیر تعداد گھریلو اخراجات پورے نہ کر سکنے کی وجہ سے ڈپریشن کا شکار ہیں۔ ایک تحقیق کے مطابق گھریلو جھگڑوں میں زبردست اضافہ ہو چکا ہے۔

برادران اسلام ہم آج ان مصائب سے اس لئے دوچار ہیں کہ ہمارے حکمرانوں نے قرضوں کے عوض ہمارا مقدر یہودیوں کے پاس گروی رکھ دیا ہے وہ ان قرضوں کے عوض حاصل کردہ اپنی کمیشن غیر ملکی بینکوں میں جمع کرا دیتے ہیں اور اس رقم کا سود ادا کرنے کے لئے ہمارا خون نچوڑتے ہیں۔ سود کی ادائیگی کی وجہ سے ہماری معیشت ایسی دلدل میں پھنس گئی ہے کہ ہم ایک قدم آگے اٹھاتے ہیں تو دو قدم پیچھے کو جاتے ہیں۔ ہماری آئندہ نسل کا مستقبل بالکل تاریک ہو چکا ہے۔ ۳۸ ارب ڈالر کے قرض نے قوم کی کمر توڑ دی ہے۔ ہمارے حکمرانوں کو ہر وقت ڈیفالٹر ہونے کا خدشہ لاحق رہتا ہے۔ لہذا وہ ان غیر ملکی آقاؤں کا حکم بلا چوں و چرا مان لیتے ہیں۔ قصہ کوتاہ سودی قرضوں نے ہمیں تباہی کی راہ پر ڈال دیا ہے ہماری رائے میں ان مسائل کا صرف اور صرف یہ حل ہے کہ ہم ان مالیاتی اداروں کو واشگاف الفاظ میں بتا دیں کہ ہمارے سپریم کورٹ نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ بینک کا سود ''ربو'' ہی ہے جسے قرآن حکیم نے حرام مطلق قرار دیا ہے۔ لہذا ہمارے لئے سود کی ادائیگی ممکن نہیں۔ رہا سوال اصل زر کا تو اس کی واپسی کا کوئی متفقہ طریقہ کار طے کیا جا سکتا ہے۔ آیئے ہم عہد کریں کہ ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کے ہاتھوں یرغمال نہیں بنیں گے اور وہ سود جس کے لین دین کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مبین میں اپنے اور اپنے رسول ﷺ کے خلاف جنگ قرار دیا ہے اس کا مکمل خاتمہ کر دیں گے۔ ان شاء اللہ

قیامِ خلافت کیلئے انقلابی جدوجہد کے ساتھ فکری و علمی جہاد بھی ضروری ہے

مسجد دارالسلام باغِ جناح' لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے ۹/ مارچ ۲۰۰۱ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

حمد وثناء' تلاوت آیات اور ادعیہ ماثورہ کے بعد فرمایا:

میرے دینی وملی فکر کے تین گوشے نمایاں ہیں۔ پہلا گوشہ یہ ہے کہ عالمی ملت اسلامیہ بحیثیت مجموعی اس وقت اللہ تعالیٰ کے عذاب کے شکنجے میں ہے۔ یہ وہی عذاب ہے جو ہم سے پہلے سابقہ امت مسلمہ بنی اسرائیل پر آیا تھا۔ بالفاظ قرآنی:

﴿ضربت عليهم الذلة والمسكنة﴾

اگرچہ ہمیں قرآن میں دو مقامات پر بہترین اور خیر امت قرار دیا گیا لیکن سابقہ امت مسلمہ کے لئے بھی قرآن میں تین بار پورے عالم پر فضیلت کا ذکر ہے مگر ایک وقت آیا کہ پھر وہی قوم مغضوب علیہم قرار پائی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو امت اللہ کی نام لیوا اور اللہ کی کتاب کی حامل ہوتی ہے' وہ دراصل اس زمین پر اللہ کی نمائندہ امت ہوتی ہے۔ اگر وہ اپنے عمل سے اللہ کی غلط نمائندگی کرتی ہے اور دوسری اقوام کی طرح دنیا پرستی میں مبتلا ہو کر زوال علم وعمل سے دوچار ہوتی ہے تو اللہ کی نگاہ میں وہ کافروں سے بھی بدتر قرار پاتی ہے۔ آج امت مسلمہ کو اس زمین پر اللہ کی نمائندگی کا مقام حاصل ہے' لیکن نمائندگی کا حق ادا کرنے کی بجائے یہ اللہ کی بدترین نمائندہ بن کر اقوام عالم کے سامنے آئی ہے۔ چنانچہ آج اللہ کی جانب سے ذلت و مسکنت کا عذاب پوری امت پر مسلط ہے۔

اس عذاب سے بچنے کی سبیل صرف یہ ہے کہ ہم دنیا کے کم سے کم کسی ایک قابل ذکر ملک میں اللہ کے دین کو قائم کر کے دکھا دیں کہ یہ اللہ کا دیا ہوا منصفانہ و عادلانہ نظام ہے تاکہ اللہ کی درست نمائندگی ہو سکے۔ اگر ہم یہ کر سکیں تو غلط نمائندگی کے اس جرم کا مداوا ہو سکے گا۔

میری فکر کا دوسرا گوشہ وطن عزیز پاکستان سے متعلق ہے۔ اس کے معاملے میں میری رائے یہ ہے کہ یہ تباہی کے گڑھے کے آخری کنارے پر پہنچ چکا ہے۔ ہماری معیشت تباہ ہو چکی ہے۔ ہمارے چیف ایگزیکٹو کہتے ہیں کہ ہمیں آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کے نمائندوں کے ''گٹے گوڈے'' پکڑنا پڑتے ہیں یعنی منت وسماجت کرنا پڑتی ہے۔ سیاست کی زبوں حالی کا یہ حال ہے کہ اب دوبارہ ایک خانہ ساز مسلم لیگ بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے' جیسے کبھی کنونشن لیگ اور جونیجو لیگ بنی تھیں۔ اگر یہ نہ ہوا تو دوسرا راستہ دمادم مست قلندر کا ہو گا جیسے ایوب، بھٹو اور ضیاء کے خلاف ہوا تھا۔ یعنی ہمارے ہاں کسی متوازن اور مستحکم سیاست کا کوئی تصور نہیں۔ کوئی ایسی مضبوط سیاسی جماعت نہیں جس کے پاس کوئی قابل ذکر قیادت ہو۔ پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ اب جماعتیں نہیں رہیں بلکہ ایک نام سے وابستگی کی بناء پر تحریک بن گئی ہیں۔ قومی یکجہتی سے ہم تہی دامن ہو گئے ہیں' جس کا المیہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر کی مخالفت کی صورت میں ظاہر ہو گیا ہے۔ قومی یکجہتی کا جنازہ صوبائیت پرستی اور فرقہ واریت کی صورت میں نکل رہا ہے اور خانہ جنگی کے آثار نظر آ رہے ہیں۔ داخلی صورت کی ابتری کا حال یہ ہے' جبکہ بیرونی دشمن کے بارے میں چیف ایگزیکٹو نے یہ خبر دی ہے کہ ہمارا دشمن (بھارت) دانت تیز کر رہا ہے۔

میرے نزدیک اس مہیب صورت حال کا اصل سبب یہ ہے کہ ہم نے اللہ سے بدعہدی اور غداری کا ارتکاب کیا۔ تقسیم سے قبل تحریک پاکستان کے دور کو ذہن میں لایئے۔ ہم نے اللہ سے وعدہ کیا تھا کہ اے اللہ اگر تو ہمیں الگ ریاست عطا کرے گا تو ہم یہاں اسلامی نظام قائم کر کے دنیا کو اس کا عملی نمونہ دکھائیں گے۔ اگر ''پاکستان کا مطلب کیا۔ لا الہ الا اللہ'' کا نعرہ نہ ہوتا تو پاکستان کبھی نہ بنتا۔ چونکہ ہم نے وعدہ خلافی کی لہٰذا اللہ نے سزا کے طور پر ہم میں نفاق عملی کا مرض پیدا کر دیا۔ آج پوری قوم لسانی' قومی' صوبائی عصبیتوں میں مبتلا ہے اور منافقت باہمی کا شکار ہے۔ ہمارے اخلاق وکردار کا جنازہ نکل چکا ہے۔ اس سب کا علاج یہی ہے کہ یہاں اسلام کا نظام عدل اجتماعی قائم کر دیا جائے۔

ان دونوں گوشوں کے تناظر میں میری فکر کے تیسرے گوشے کا منبع بعض احادیث میں موجود پیشگوئیاں ہیں۔

اس تیسرے گوشے کا حاصل یہ ہے کہ قیامت سے قبل کل روئے ارضی پر اللہ کا دین غالب ہو کر رہے گا۔ اس کا آغاز کسی ایک ملک سے ہو گا جہاں پہلے نظام اسلام قائم ہو چکا ہو گا۔ پاکستان کے معجزانہ قیام سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا آغاز یہیں سے ہو گا۔ شاید اسی وجہ سے اللہ نے اسے ایٹمی قوت بنا دیا ہے۔ مزید برآں بعض احادیث سے ملنے والے اشارات کی روشنی میں میری رائے یہ ہے کہ قیامت سے پہلے جو آخری بڑی جنگ ''الملحمۃ العظمیٰ'' ہونی ہے' اس میں پاکستان اور افغانستان اہم کردار ادا کریں گے اور مسلمانوں کی رہبری کا فریضہ سرانجام دیں گے۔ یہ اگرچہ بہت دور کی بات ہے اور دیوانے کا خواب نظر آتی ہے لیکن اللہ کے لئے حالات کو پلٹ دینا چنداں مشکل نہیں۔ اسی فکر کے ایک اہم حصے کا تعلق اس بحث سے ہے کہ دین قائم کیسے ہو گا۔ میرے نزدیک اسلام کے کامل عادلانہ نظام کے قیام کے لئے دوطرفہ جدوجہد ضروری ہے۔

اس کے لئے جہاں ایک طرف دین پر عملی طور پر کاربند افراد پر مشتمل ایک منظم انقلابی جماعت کے ذریعے ایک زبردست عوامی تحریک چلانا ضروری ہو گا جو باطل نظام اور اس کے محافظ مراعات یافتہ طبقات کو خس وخاشاک کی طرح بہا لے جائے، وہاں دوسری طرف مغربی تہذیب اور اس کے ان ملحدانہ نظریات کے خلاف جو اس وقت پوری دنیا پر چھائے ہوئے ہیں' نظریاتی سطح پر بھرپور جہاد بھی ناگزیر ہو گا۔ تاکہ اس معاشرے کے ذہین افراد ان باطل نظریات کے طلسم سے نکل کر اور حقیقی وشعوری ایمان سے بہرہ ور ہو سکیں اور اسلام کے نظریات کے مؤثر پرچارک بن سکیں' کیونکہ یہی طبقہ عوام الناس کے دل ودماغ کو کنٹرول کرتا ہے۔ اگر ان کی اصلاح ہو گئی تو عام لوگ خود بخود مغربی تہذیب کے سحر سے باہر نکل آئیں گے اور ایک ایسے اسلامی انقلاب کی راہ ہموار ہو سکے گی جو دوررس اور دیرپا اثرات کا حامل ہو گا۔

اللہ کی تائید وتوفیق سے ہماری کوشش کے نتیجے میں الحمدللہ امریکہ میں ایسے مسلمان نوجوانوں کا ایک حلقہ تیار ہو گیا ہے جو وہاں رہ کر مغرب کے ملحدانہ افکار پر فکر اقبال کے ابراہیمی تیشے سے ضرب لگا رہا ہے۔ اللہ نے چاہا تو یہ باطل تہذیب جلد اپنے خنجر سے آپ خودکشی کر لے گی اور مغرب سے اسلام کا سورج نمودار ہو گا۔ پاکستان میں بھی ہم اسلامی نظام کے قیام کے لئے ایک انقلابی جماعت کی تشکیل کے ذریعے عوامی تحریک کی فضا ہموار کر رہے ہیں۔ اگرچہ اس کے نتائج تاحال کچھ زیادہ حوصلہ افزا نہیں تاہم ہمیں اللہ کی رحمت سے امید ہے کہ پاکستان کا قیام اللہ کی جس خصوصی مشیت کا مرہون منت ہے اسی مشیت ایزدی اور خصوصی

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

اندرون سندھ دوبارہ بدامنی کی لہر

(۱) شکارپور، مدیجی --- رفیق میمن اور احسان لنگا کا اسلحہ کے زور پر اغواء شہر میں خوف وہراس، سرِشام کاروبار بند، گلیاں اور بازار سنسان

(۲) جیکب آباد --- میونسپل ہائی سکول کے سامنے واقع راج کمار کے گھر دن دہاڑے ڈکیتی۔ گھر کے مالک سمیت ۳ افراد زخمی

(۳) دادو---- جمالی کالونی سے بچے کے اغوا کی کوشش ناکام

سندھ کے تھانوں میں فوجی ٹیموں کی تعیناتی مسئلہ کا عارضی حل ہے

(۴) قمبر، لدھو گوہانگ---- ۸ مسلح افراد نے ڈکیتی کی واردات کی۔

(۵) قمبر شہر---- ڈکیتی کی کوشش، مزاحمت پر ڈاکوؤں کے ہاتھوں اعجاز مگسی ہلاک، فدا حسین زخمی

(۶) جیکب آباد---- مویشیوں کے بیوپاری کو لوٹ کر نہایت بے دردی سے قتل کر دیا گیا۔

(۷) بالا، گوٹھ طیب ڈاہری---- ۲ نوجوان، شفیع محمد انڑ اور ارشاد ڈاہری مسلح افراد کے ہاتھوں اغوا

(۸) نیوسعید آباد، گوٹھ الیاس ابڑھیجا---- قومی شاہراہ پر ڈاکوؤں کی کئی گھنٹے تک لوٹ مار

(۹) نیوڈیرو---- صرافہ بازار کی ۲ دکانوں میں سینڈھ لگا کر سونا چرا لیا گیا۔

(۱۰) پیر جو گوٹھ---- مغوی ۲۵ دن گزرنے کے بعد بھی بازیاب نہ ہو سکے۔

قارئین کرام! اندرون سندھ سے رپورٹ ہونے والے اور اخبارات کی زینت بننے والے یہ محض ایک دن کے واقعات ہیں۔ اس سے کہیں زیادہ تعداد ایسے ظالمانہ واقعات کی ہے جو کہیں رپورٹ نہیں ہوئے۔ ظلم کی نامعلوم ایسی کتنی داستانیں ڈاکوؤں، وڈیروں اور پولیس کے ہاتھوں اندرون سندھ کی عوام پر رقم کی جا رہی ہیں جو کبھی کہی نہیں جائیں گی، جس کی رپورٹ کبھی کسی تھانے میں درج نہ ہو گی، جو کہیں کسی اخبار میں شائع نہ ہوں گی۔ ۸۰ کی دہائی کے بعد موجودہ فوجی حکومت میں اندرون سندھ بدامنی ایک مرتبہ پھر عروج پر ہے۔ قتل و غارت گری، قبائلی جھگڑے، ڈاکے، چوری، لوٹ مار، اغوا برائے تاوان غرض اندرون سندھ لاقانونیت کا راج ہے۔ خط غربت سے بھی نیچے زندگی بسر کرنے والے اندرون سندھ کے پاکستانیوں کا آج کوئی پرسان حال نہیں۔ ایک جانب وہ ایک عرصے سے نسل در نسل جاگیرداریت کا عذاب جھیل رہے ہیں۔ یہ ایک ایسا آسیب ہے، ایک ایسا طوق غلامی ہے جو پاکستان کی آزادی کے باوجود انہیں آزادی کی نعمت سے بہرہ ور نہ کر سکا۔ اسی کا تسلسل جہالت کی صورت میں نمودار ہوتا ہے۔ جاگیرداریت اپنے مفاد کے لئے انہیں علم سے مسلسل دور رکھے ہوئے ہے۔ اور اب ان مظلوموں پر جاگیرداروں اور وڈیروں کے پروردہ ڈاکوؤں نے جور و ستم کی نئی تاریخ رقم کرنا شروع کر دی ہے۔ سندھ پولیس اور دیگر قانون نافذ کرنے والے ادارے نامعلوم وجوہ کی بناء پر ڈاکوؤں کے آگے بے بس نظر آتے ہیں۔ یہاں ایسے واقعات بھی ہوئے کہ اغوا کے بعد ڈاکوؤں کو اندازہ ہوا کہ ایک پولیس

شیخ جابر

اہل کار مغوین میں ہے تو اس پولیس اہلکار کو بلا کسی تاوان یا بازیابی کے مطالبے کے رہا کر دیا گیا۔ ایسے واقعات سے پولیس اور ڈاکوؤں کے درمیان خوشگوار تعلقات کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

یہ بات تو کسی طور درست نہیں کہ وڈیروں کی آشیرباد سے نجی طور پر چھوٹے چھوٹے گروہ بنا کر چوری، ڈکیتی، لوٹ مار، اغوا اور قتل و غارت گری کی کارروائیاں کرنے والے حکومت پاکستان، حکومت سندھ، سندھ پولیس اور دیگر بیسیوں ایجنسیوں سے زیادہ طاقتور ہو سکتے ہیں۔ اصل معاملہ یہ ہے کہ اس سنجیدہ اور حساس امر پر فوج سنجیدگی اختیار نہیں کر رہی۔

اس ضمن میں بنیادی اور تاریخی نوعیت کا ایک اہم کام جو ۵۰ برس قبل ہو جانا چاہئے تھا اور جسے موجودہ فوجی حکومت بیک جنبش قلم اک جرأت رندانہ سے کر سکتی ہے، وہ ہے پاکستان سے جاگیرداریت کا درست معنوں میں خاتمہ۔ یہ تو ہے جڑ پر تیشہ چلانے والا کام جو موجودہ حکومت ہی کر سکتی ہے۔ معاشی اصلاحات کے ساتھ محض ان چند امور پر توجہ دے کر یعنی بڑی تعداد میں مدرسہ سکولوں کا قیام، پولیس کی تنخواہوں اور پنشن میں اضافہ اور پولیس کو ضابطہ اخلاق کا پابند بنانے سے توقع کہیں زیادہ بہتر نتائج حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

ہم نہیں سمجھتے کہ ہمارے فوجی حکمران اور "تھنک ٹینک" وطن عزیز کے خلاف ہونے والی اس گہری سازش کو سونگھ نہ چکے ہوں۔ اندرون سندھ بدامنی کا بازار گرم کر کے وطن عزیز کے بدخواہ عوام میں ایک غیر منتخب حکومت اور پاک فوج کے خلاف بددلی اور نفرت کی فضا کو ہوا دینا چاہتے ہیں۔ اس سازش سے وطن عزیز کو لخت لخت کرنے کے مکروہ و ناپاک عزائم کے حامل ملکی اور غیر ملکی وطن دشمنوں کو اپنے خوابوں کی تعبیر ملتی نظر آتی ہے۔ عوام کو مرکز سے بدظن اور برگشتہ کرنے کی راہ ہموار ہوتی ہے۔ علیحدگی پسند قوتوں کو تقویت ملتی ہے۔

انتہائی دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ ہماری پولیس اور انتظامیہ ان ملک دشمن عناصر کی سازش کی (دانستہ یا نادانستہ) اعوان و انصار نظر آتی ہے۔ ایک جانب تو عوام جہل، غربت، بدامنی اور وڈیروں کے ظلم کی چکی میں پس رہے ہیں تو دوسرا ظلم "ہماری جان پر دہرا عذاب ہے محسن" کے مصداق پولیس کا ہے۔ پولیس اہلکار اپنی کارکردگی دکھانے کے لئے پکڑ دھکڑ کی جو کارروائی شروع کرتے ہیں تو اس کا شکار بھی غریب عوام ہوتے ہیں۔ یہ سلسلہ اب ختم ہونا

قتل و غارت، قبائلی جھگڑے، ڈاکے، چوری اور اغواء اندرون سندھ عروج پر ہیں

چاہئے۔

حال ہی کی خبر ہے کہ فرسٹ کلاس مجسٹریٹ اور سیکنڈ ایکسٹرا جوائنٹ سول جج محمد آصف سومرو نے ٹنڈو جام پولیس سٹیشن پر ریڈ کی تو وہاں تین افراد غیر قانونی حراست میں موجود پائے گئے۔

کم و بیش ہر تھانے میں دو چار چھ افراد غیر قانونی حراست میں نظر آتے ہی ہیں۔ اگر کور کمانڈر صاحب اس جانب توجہ دیں اور قانون نافذ کرنے والے اہلکاروں کی ان غیر قانونی حرکات ہی کو بند کروا دیں تو عوام کو بڑا سکھ ہو گا۔

اس ضمن میں یہ تو ہو رہا ہے کہ حیدرآباد کے اہم تھانوں میں ایک کیپٹن، ایک صوبےدار، ایک لانس نائیک اور ۶ جوانوں پر مشتمل ٹیمیں تعینات کی گئی ہیں۔ ممکن ہے یہ عارضی حل درست ثابت ہو جائے لیکن اس مسئلے کا مستقل بنیادوں پر حل تلاش کیا جانا چاہئے۔

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

طالبان اور بدھ کے مجسمے

اسلام میں اصنام پرستی کی کوئی صورت جائز نہیں

ہے افغانیوں نے انبیاء کی سنت کی پیروی کی

مرزا ندیم بیگ

فلسطین میں اسرائیلی فوجیوں سے نہتے کشمیر میں بھارتی فوج کی بربریت چیچنیا میں روسی فوج کی سفاکی بوسنیا میں سربوں کی دہشت اور عراق میں امریکہ کی اقتصادی پابندیوں سے ہلاک ہونے والے لاکھوں نہتے مجبور اور معصوم مسلمانوں کی شہادت پر اقوام عالم کے کسی ادارے اور کسی سپر پاور کے کان پر جوں تک نہیں رینگی۔ مگر افغانستان میں طالبان کی جانب سے بدھ کے بے جان مجسموں کو گرانے کا اعلان کیا گیا تو پوری دنیا کے ایوانوں میں صف ماتم بچھ گیا اور کھلبلی مچ گئی۔

مجسموں کے مسئلہ پر امریکہ کا غصہ اور اقوام متحدہ کی خفگی قابل غور ہے۔ امریکہ اس مسئلہ پر اپنی اقتصادی پابندیوں کا

> افغانستان پر ظالمانہ اقتصادیوں کے بعد
> مٹی اور گارے کے بتوں کے تحفظ کا مطالبہ
> انسانیت کی توہین اور تذلیل ہے

شکنجہ مزید تنگ کرنے اور اقوام متحدہ افغانستان کو دنیا میں اقوام عالم سے کاٹ کر تنہا کر دینے کی دھمکیاں دے رہا ہے اور تو اور پاکستان نے بھی مجسموں کے مسئلہ پر افغان حکومت کو مشورہ دیتے ہوئے کہا کہ بدھ کے مجسمے افغانستان کا تاریخی ورثہ ہیں اور افغان حکومت تاریخی بتوں نوادرات اور ثقافتی ورثے کے تحفظ کو یقینی بنانے اور رواداری اور تحمل کے اسلامی اصولوں کا مظاہرہ کرتے ہوئے طالبان حکومت بین الاقوامی جذبات کا احترام کرے۔ مگر افغانستان نے جاپان تھائی لینڈ اور بھارت کی پیشکشوں اور تمام اپیلوں کو نظر انداز کرتے ہوئے گزشتہ ہفتے کابل جلال آباد ہرات قندھار غزنی اور بامیان میں محمود غزنوی کی پیروی میں بتوں کو پاش پاش کر دیا ہے۔ افغان وزیر خارجہ وکیل احمد متوکل نے ایک غیر ملکی نشریاتی ادارے کو انٹرویو دیتے ہوئے واضح انداز میں کہہ دیا ہے کہ افغان عوام اور حکومت کے ارکان اسلامی شریعت اور مسلمانوں کے تاریخی ورثہ سے بخوبی واقف ہیں۔ ملک میں جائز اور بتوں کا پاش پاش کرنا افغانستان کے حق میں بہتر ہوگا اور بتوں کو گرانا افغان علماء کا متفقہ فیصلہ ہے۔

بعض لوگ یہ دلیل دیتے ہیں کہ اسلام رواداری اور تحمل و برداشت کا مذہب ہے۔ وہ دوسرے مذاہب کی عبادت گاہوں اور ان میں موجود بتوں کے تحفظ کا درس دیتا ہے۔ ہاں یہ ٹھیک ہے مگر یہ حکم وہاں پر ہے جہاں پر اس مذہب کے پیروکار رہتے ہیں تو ان کی عبادت گاہوں اور ان کی جان و مال کی حفاظت اسلامی حکومت کے ذمے ہے۔ مگر یہ حقیقت سب کو معلوم ہے کہ افغانستان میں کوئی ایک بدھ بھی مقیم نہیں ہے اور نہ ہی وہاں بتوں کی باقاعدہ عبادت کی جاتی ہے۔ جبکہ اس کے برعکس بھارت میں ۲۰ کروڑ سے زائد مسلمان رہتے ہیں اور آئے روز ان کی مساجد کو شہید کر دیا جاتا ہے جس کی سب سے بڑی مثال بابری مسجد کی شہادت ہے مگر اس سانحہ پر کسی سپر پاور اور عالمی ادارے نے شور نہیں مچایا کسی نے بھارت کو دھمکی نہیں دی اور اب بھارت کس منہ سے افغانستان میں بتوں کی مسماری پر شور مچا رہا ہے۔

افغانستان کی اسلامی حکومت کے بعض فیصلوں سے جزوی طور پر تو اختلاف کیا جا سکتا ہے مگر اسلام نے اصنام پرستی کی کسی صورت کو جائز نہیں قرار دیا بلکہ افغانیوں نے تو ابوالانبیاء حضرت ابراہیم اور نبی کائنات حضرت محمد مصطفی ﷺ کی سنت کی پیروی کرتے ہوئے اپنے علاقے کو بتوں سے پاک کیا ہے۔

بدھ کے بتوں کے مسئلہ میں سب سے حیران کن بات یہ ہے کہ جن ممالک کی حکومتوں نے طالبان حکومت کو ابھی تک تسلیم نہیں کیا وہ کس منہ سے افغانستان کی حکومت سے ناراض ہو رہے ہیں حالانکہ انہوں نے افغان عوام پر اقتصادی پابندیاں لگا کر لاکھوں افغانیوں کی زندگیوں کو موت کے منہ میں جھونک دیا ہے مگر بے جان اور گارے مٹی کے بنے ہوئے بتوں کے تحفظ کا مطالبہ کیا جا رہا ہے جو سراسر انسانیت کی تذلیل اور توہین ہے۔ طالبان کی موجودہ کارروائی کو مذہبی رواداری کے منافی قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ طالبان نے کسی بت پرست کے سامنے سے بت ہٹا کر اسے پاش پاش نہیں کیا۔ اقوام عالم، امریکہ اور دیگر ممالک کے طرز عمل کے طور پر یہی کچھ کہا جا سکتا ہے ع

کہ سنگ و خشت مقید ہیں اور سگ آزاد

یہودیوں کا مستقبل خلافت کے دوبارہ قیام سے وابستہ ہے

تل ابیب کے ایک یہودی تاریخ دان نے عربوں اور (دیگر) مسلمانوں سے دوبارہ اسلامی خلافت قائم کرنے کے لئے کہا ہے تاکہ اسرائیلیوں اور فلسطینیوں کے درمیان (جاری) محاذ آرائی کا ایک حقیقی اور دیرپا حل فراہم ہو سکے۔

پروفیسر میئر کپلان (Meyer Kaplan) نے فلسطین ٹائمز سے ایک انٹرویو میں کہا کہ فلسطین میں یہودیوں کا مستقبل اس وقت تک مشکوک اور غیر یقینی نظر آتا ہے جب تک صیہونیوں کی موجودہ حالت تبدیل نہیں ہوتی، مگر اس کے لئے ایک ایسی حفاظتی اسلامی خلافت کا قیام ضروری ہے جو جغرافیائی حدود، بشمول فلسطین سے ماوراء ہو۔ انہوں نے کہا کہ اصولی طور پر یہودیوں کو فلسطین پر اسلام کی حکمرانی کو قبول کرنے میں تامل نہیں ہوگا بشرطیکہ یہ خلافت محمد ﷺ کے دور کے اصولوں پر استوار ہو" انہوں نے امکانی اسلامی ریاست کے لئے "مدنی دور" کو انتہائی موزوں قرار دیا جس میں "یہودی، مسلمان، عیسائی و دیگر اسلامی ریاست کے شہری سمجھے جاتے تھے۔"

کپلان نے جاری امن عمل کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا کہ تاریخی نقطہ نگاہ سے یہ "نہ ہونے والی بات" ہے لیکن تاریخ کے حوالہ سے بات کریں تو اس کی حیثیت پر کاہ کے برابر بھی نہیں کیونکہ اس سے نہ تو یہودی مطمئن ہیں اور نہ ہی عرب چنانچہ دونوں فریق اپنی اپنی جگہ اس انتظار میں ہیں کہ دوسرے پر جھپٹ پڑنے کا موقع ملے۔

دعوت قرآن اور ہمارا طرز عمل

ہم داعیان قرآن سے زیادہ اس حقیقت سے کون واقف ہوگا کہ قرآن کا مخاطب بلاتفریق قوم وقبیلہ مذہب و ملت اور زبان ومقام انسان ہے۔ وہ انسان جو خطا ونسیان کا مرکب ہے' جو "ظلوما جہولا" ہے' جو عجلت پسند ہے' جو تھڑ دلا ہے' جو بے ہمتا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس میں عزم کی کمی ہے۔ قرآن اسی انسان سے مخاطب ہے تاکہ وہ اسے یاد دلائے کہ وہ اللہ کا بندہ ہے۔ بحیثیت ایک بندے کے اللہ تعالیٰ نے اس کے نازک کاندھوں پر کچھ ذمہ داریاں عائد کی ہیں۔ وہ بندے جو فطرت سلیمہ رکھتے ہیں' قرآن کے پیغام

اتباع وحی میں سردار انبیاءؐ سے کوئی رعایت

نہیں تو ہم کس باغ کی مولی ہیں

کو مان کر ظلم اور جہالت اور اپنی خطاؤں پر نادم ہوتے ہیں۔ اگر حب عاجلہ کے نتیجے میں حب دنیا کے اسیر بن چکے ہوں تو وہ اپنا رخ آخرت کی طرف پھیرتے ہیں۔ امام احمد ابن حنبلؒ نے فرمایا تھا کہ قرآن وہ دریچہ ہے جس سے انسان آخرت کا نظارہ کرسکتا ہے۔

ہاں' ہمیں یہ سب کچھ معلوم ہے۔ ہم ان باتوں کو اچھی طرح ذہن نشین رکھنے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ ہم داعی قرآن ہیں۔ اب میں جو بات کہنے جا رہا ہوں' شاید اس کا علم ہمارے اکثر ساتھیوں کو ہو اور ان میں سے بیشتر لوگ ایسے بھی ہوں گے جو اس بات کا مفہوم بھی جانتے ہوں اور ان پر عمل پیرا بھی ہوں لیکن شاید مجھ سمیت بہت سے لوگوں کے ذہن میں یہ بات مستحضر نہ ہو۔ کیونکہ انسان نسیان وخطا کا مرکب ہے۔ اب میں نے ترتیب عکسی کردی ہے یعنی انسان بھولتا پہلے ہے اور خطا کا مرتکب بعد میں ہوتا ہے۔ ظاہر ہے اگر نسیان نہ ہو تو خطا سے بچنے کی حتی الامکان کوشش بھی کرے گا۔ بہرحال وہ بات یہ ہے کہ قرآن کا مخاطب اول بھی خود داعیٔ قرآن ہے۔ یاد کیجئے پہلی وحی کے الفاظ ﴿اقرا باسم ربک الذی خلق﴾ پڑھنے کے لئے کسے کہا جا رہا ہے؟ مخاطب کون ہے؟ خود داعیٔ اعظم ﷺ اب اس منظر کا تصور کریں کہ کفار ومشرکین کا تقاضا ہے کہ قرآن کریم میں تھوڑی سی تبدیلی کرکے اسے قابل قبول بنا دیں۔ اللہ تعالیٰ جواب میں کیا تعلیم فرما رہا ہے: ﴿واتل ما اوحی الیک من کتاب ربک لا مبدل لکلماتہ﴾ اور پھر خود داعیٔ اعظم قرآن کو کہا جا رہا ہے کہ آپ کہہ دیں کہ میں تو خود اس کی اتباع کا پابند ہوں جس کی مجھ پر وحی کی جا رہی ہے اور اگر میں ایسا نہ کروں تو مجھے ایک بڑے دن کے عذاب کا خوف ہو۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ کیا حضور ﷺ کی ذات گرامی سے یہ توقع کی جاسکتی

[redacted]

ہے کہ اتباع وحی سے گریز کریں۔ ہمارے لئے اس میں عظیم سبق یہ ہے کہ قرآن کے مخاطب انسانوں میں سے اول ترین ہم خود ہیں' ہم جو قرآن کی دعوت دوسروں تک پہنچانے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ابھی گذشتہ دنوں دورۂ ترجمہ قرآن کے پروگراموں کے جائزے کے دوران یہ بات سامنے آئی ہے کہ ہم رفقاء یہ سمجھتے ہیں کہ ہم تو قرآن سنتے سناتے رہتے ہیں' یہ پروگرام تو احباب کے لئے ہیں۔ یہ ایک خطرناک رجحان ہے بلکہ ہمارے لئے خطرے کا نشان ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ یہ خطرہ آخر دور کس طرح ہوگا۔

جواب اس بات سے سمجھ لیجئے کہ یہ ساری گفتگو جو میں نے آپ کے سامنے رکھی اس کا محرک کیا ہے۔ راقم سورۂ یونس کا مطالعہ کر رہا تھا' جب اس کی آیات ۱۰۸ اور ۱۰۹ پر پہنچا تو ایک دم سے ٹھٹھک کر رہ گیا۔ قرآن مخاطب تو نبی ﷺ سے تھا لیکن ظاہر ہے کہ میں مطالعۂ قرآن کر رہا تھا تو اب یہ پیغام میرے لئے ہی ہے۔ فرمایا جا رہا تھا: "اے نبی ﷺ کہہ دیں کہ لوگو! تمہارے پاس رب کی طرف سے حق آ پہنچا ہے۔ اب جو سیدھی راہ اختیار کرے تو اس کی راست روی اس کے لئے مفید ہے اور جو گمراہ رہے تو اس کی گمراہی اسی کے لئے تباہ کن ہے اور میں تمہارے اوپر کوئی درواغہ نہیں ہوں اور اے نبی ﷺ اس ہدایت کی پیروی کئے جائیں جو آپ کی طرف بذریعہ وحی بھیجی جا رہی ہے اور صبر کریں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فیصلہ کردے اور وہی بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔"

ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ عوام الناس کی طرح ہم بھی قرآن کے پیغام سے نابلد ہیں اب اس سے زیادہ ہم پر حق کیسے واضح ہوسکتا ہے کہ ہم سالہا سال سے دروس قرآن بھی سن رہے ہیں اور دورۂ ترجمہ قرآن کے پروگراموں میں بھی شرکت کر رہے ہیں۔ ہمارے لئے کوئی جائے فرار نہیں۔ شاید ابھی ہم صبر کے مرحلے تک نہیں پہنچے جبھی وہ فیصلہ کن مرحلہ ہنوز دور ہے جس کی تمنا کو ہم برسوں سے اپنے دلوں میں پروان چڑھا رہے ہیں۔

ماہانہ دعوت فورم

جمعہ 23 مارچ بعد نماز مغرب 7 بجے

بمقام: دفتر تنظیم اسلامی لاہور جنوبی

866۔ این پونچھ روڈ سمن آباد لاہور بعنوان

"اسلام' پاکستان اور افغانستان"

زیر صدارت

ڈاکٹر اسرار احمد

امیر تنظیم اسلامی منعقد ہوگا۔ ان شاء اللہ

دیگر مقررین:

(۱) مشہور ایٹمی سائنسدان

ڈاکٹر سلطان بشیر الدین محمود

(۲) نمائندہ سفارت خانہ افغانستان

مولانا مطیع اللہ انعام

نویں سیف گیمز

خواتین کو شمع محفل بنانے کی سازش!

"اسلامی" جمہوریہ پاکستان کے دارالخلافہ "اسلام آباد" میں چند ہفتے پیشتر پاکستان سپورٹس بورڈ (PSB) کی ایگزیکٹو کمیٹی پر مشتمل ایک اعلیٰ اجلاس منعقد کیا گیا' جس کا مقصد یہود' ہنود و نصاریٰ کی خوشنودی اور بیجنگ پلس فائیو کانفرنس کے تمام نکات کا من و عن احترام کرنا تھا۔ وہ کیسے؟ آیئے دیکھتے ہیں:

یہ غیر معمولی اجلاس وفاقی وزیر برائے کھیل کرنل ریٹائرڈ ایس آر۔ سلر کی زیر صدارت منعقد ہوا تھا جس کے دوران اسلام آباد میں ۶ سے ۱۵ اکتوبر ۲۰۰۱ء کو ہونے والے نویں سیف گیمز سے متعلق اہم فیصلے کئے گئے۔ آب پارہ میں واقع پاکستان سپورٹس بورڈ ڈائریکٹوریٹ کے اس اجلاس میں PSB کے ڈائریکٹر جنرل بریگیڈیئر صولت عباس' وفاقی سیکرٹری سپورٹس سمیع جان بابر' ایشین فیڈریشن آف سپورٹس میڈیسن کے صدر پروفیسر نشاط ملک' صوبہ سرحد اولمپک ایسوسی ایشن کے سیکرٹری عاقل شاہ' پاکستان اولمپک ایسوسی ایشن کے نائب صدر خواجہ فاروق سعید' پاکستان ایمیچور اتھلیٹکس فیڈریشن کے صدر جنرل امتیاز' پاکستان سکواش فیڈریشن کے سینئر نائب صدر ایئر وائس مارشل قاسم حسین اور پاکستان کرکٹ بورڈ کے نمائندے یاور سعید شامل تھے۔

معزز قارئین! ہم نے یہ تمام نام اس لئے یہاں تحریر کر دیئے ہیں کیونکہ امریکہ سے نکلنے والے ایک پاکستانی انگریزی اخبار کے مطابق متذکرہ بالا اشخاص پاکستان میں کھیلوں کے فروغ کے حوالے سے "بڑے دماغ" کہلائے جاتے ہیں۔ کھیلوں سے متعلق یہ لوگ جو چاہیں فیصلہ کر سکتے ہیں۔ خاص طور پر سیف گیمز جیسے مقابلوں کے انعقاد کے لئے کہ جسے انٹرنیشنل لیول پر بہت اہمیت حاصل ہے اور جس کے اب تک آٹھ مقابلے بڑی کامیابی سے منعقد کئے جا چکے ہیں اور اب نواں مقابلہ اس سال اکتوبر میں پاکستان میں ہو گا' جس میں بھارت' بھوٹان' پاکستان' نیپال' مالدیپ' برما اور سری لنکا شرکت کریں گے۔

اسلام آباد میں ہونے والے اعلیٰ سطح کے اس اجلاس میں اس بات پر غور و خوض کیا گیا کہ آخر وہ کیا وجہ ہے جس کے باعث پاکستانی ایتھلیٹ ہر سال تمغے حاصل کرنے میں پیچھے رہ جاتے ہیں۔ لہٰذا یہ بڑے دماغ سر جوڑ کر بیٹھے اور پھر اس چھوٹی سوچ پر متفق ہو گئے کہ اس کی اصل وجہ پاکستانی خواتین کی ان کھیلوں میں برائے نام نمائندگی ہے اور اس کو بنیاد بنا کر یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ اکتوبر میں منعقد ہونے والے ان کھیلوں میں خواتین کی بھرپور شرکت کو یقینی بنایا جائے گا اور انہیں تمام مقابلوں میں موقع فراہم کیا جائے گا۔ ان مقابلوں میں سوئمنگ کے مقابلے بھی شامل ہیں اور یہ پہلا موقع ہو گا کہ پاکستانی خواتین سوئمنگ کے

رعنا ہاشم خان

مقابلوں میں شریک ہو کر ملک و ملت کا "نام" بلند کریں گی اور یوں "حمیت نام ہے جس کا گئی تیمور کے گھر سے" ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہمارے ہاں سے بھی رخصت ہو جائے گی۔

یہ ہیں ہمارے "بڑے دماغ"! بہرحال تعریف اس خدا کی جس نے انہیں بنایا۔ آگے چلنے سے پہلے آپ کو پاکستانی معاشرے میں اس خبر کے بارے میں جو تبصرہ کیا گیا اس کی ایک جھلک دکھاتے چلیں۔

"یہ بڑی خوش آئند بات ہے کہ اب پاکستانی خواتین بھی غیر ملکی سوئمرز سے مقابلہ کر سکیں گی' جس سے تمغے حاصل کرنے کی ہماری پوزیشن بھی بہتر ہو گی۔ حیرت ہے ہمارے ارباب بست و کشاد کو یہ خیال پہلے کیوں نہیں آیا' خیر اب "دیر آید درست آید" کے مصداق اس کو اپنا لینا چاہئے۔ اللہ کرے ہماری خواتین کھلاڑی تمغوں کے ڈھیر لگا دیں تاکہ وہ بھی کھلے عام کہہ سکیں کہ ہم تو پہلے دن سے ہی کہہ رہی ہیں کہ ہمیں بھی مغربی خواتین کی طرح مردوں اور لڑکوں کے شانہ بشانہ نمائندگی فراہم کی جائے جبھی کوئی نتیجہ نکل سکتا ہے۔"

خواتین کے مردوں کے شانہ بشانہ چل کر مغرب میں جو نتائج نکلے ہیں وہ ہم سب کے سامنے ہیں۔ آج خاتونِ مغرب کے نصیب میں وہ آزادی آئی ہے جس سے ہزار گرفتاریاں بہتر ہیں۔ اول تو یہ خیال ہی احمقانہ ہے کہ صرف خواتین کی سوئمنگ سے ہمارے تمغوں میں اضافہ ہو جائے گا۔ جب ہمارے مرد اتھلیٹ ہی کسی قسم کی کارکردگی نہیں دکھا پاتے تو خواتین سے کیا توقع کی جا سکتی ہے۔ لیکن لگتا ہے کہ سپورٹس بورڈ کی ایگزیکٹو کمیٹی نے اس بارے میں غور و خوض کرنے کی زحمت قطعی گوارا نہیں کی۔ ہونا تو یہ چاہئے کہ مرد اتھلیٹس پر خصوصی توجہ دی جائے لیکن گھوم پھر کر ہمارے مغرب گزیدہ دانشوران قوم اسی ایک بات کے پیچھے پڑ جاتے ہیں کہ خواتین کو باہر لاؤ' انہیں گھروں سے نکالو اور ان کو خاتونِ مغرب کی طرح بے وقعت کر کے رکھ دو۔ ہر وہ شخص جو اسلام کو ویسٹرن میڈیا کی آنکھ سے دیکھتا ہے آج اس نے اپنا ایک ہی نصب العین بنا لیا ہے کہ خاتون مسلم کو ستر و حجاب کے "چنگل" سے رہائی دلائی جائے۔

آخر کتنی خواتین ہیں اس وقت پاکستان میں جو بین الاقوامی معیار کی پیراک ہیں اور پاکستان کی نمائندگی کرنے کی اہلیت رکھتی ہیں؟ صرف انیتا ایوب جیسی چند خواتین! لیکن بورڈ نے کمال ہوشیاری سے یہ مسئلہ امریکہ اور یورپ میں موجود پاکستانی خواتین کے ذریعے حل کرنے کا ارادہ کر لیا ہے' اور بیرونِ ملک مقیم پیراکی میں دلچسپی رکھنے والی پاکستانی خواتین سے یہ درخواست کی جا رہی ہے کہ وہ اپنے ملک کو تمغوں سے سجانے میں اپنا کردار ادا کریں۔

ظاہر ہے امریکہ اور یورپ میں ایسی پاکستانی خواتین کی ایک بہت بڑی تعداد موجود ہے جو نہ صرف سوئمنگ کر لیتی ہیں بلکہ باقاعدہ مقابلوں میں بھی شریک ہوتی ہیں اور جن کو شرعی پابندیوں سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ مثلاً لباس کیا ہو گا؟ ٹرینر مرد ہوں گے یا خواتین؟ سیف گارڈ کون ہو گا؟ وغیرہ وغیرہ۔

لباس' کوچ' ٹرینر اور سیف گارڈ کے بارے میں پاکستان سپورٹس بورڈ کا کہنا ہے کہ خاص سوئمنگ کاسٹیوم یعنی تیراکی کا مروجہ لباس ہو گا' ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ٹرینر خاتون ہو لیکن وہ مرد ٹرینر کی نگرانی میں ٹریننگ دے گی' کوچ شاید چین سے درآمد کیا جائے لیکن تاحال یہ نہیں معلوم کہ وہ کوئی خاتون ہوں گی یا حضرت۔ رہ گیا سیف گارڈ کا مسئلہ تو ظاہری بات ہے کہ جب خاتون ٹرینر کو مرد ٹرینر کی مدد کی ضرورت ہو گی تو سیف گارڈ کون ہو سکتا ہے' یقیناً یہ فرض بھی مرد حضرات کے کھاتے میں ڈالا جائے گا۔ مقابلے دیکھنے کا مسئلہ ہے تو یہ مقابلے دیکھنے کے لئے پاکستان کے علاوہ دوسرے ممالک بھی ہوں گے۔ ٹکٹ لے کر کوئی بھی مقابلے دیکھ سکتا ہے۔ ماضی میں ایسا ہوا بھی ہے جب اسلام آباد میں اسلامی ممالک کی خواتین کے مقابلے منعقد ہونے والے تھے اور ان میں سوئمنگ کو بھی شامل کیا گیا تھا۔ وہاں خواتین کے پول کے پاس مرد حضرات آزادانہ موجود رہتے تھے جس پر ایران کی سوئمنگ ٹیم کی سربراہ نے کافی غصہ کیا تھا۔ پاکستان سپورٹس بورڈ کی تنبیہ کے باوجود بھی مرد حضرات نے وہاں آنا جانا نہیں چھوڑا تھا۔

بہر حال یہ مقابلے نجانے کن وجوہات کی بناء پر اسلام آباد میں نہیں ہوئے لیکن جب پریکٹس کرتے وقت یہ حالت تھی تو ٹکٹ لے کر آنے والوں کو تو بورڈ اپنی جگہ سے ہلا بھی نہیں سکے گا بلکہ ہماری رائے میں تو بورڈ سب سے پہلے آکر بیٹھے گا۔

۱۹۹۷ء میں ایران میں خواتین کی گیمز میں تمام مسلمان ممالک کی کھلاڑی خواتین مدعو کی گئی تھیں۔ مردوں کا داخلہ قطعی ممنوع تھا اور خواتین نے اپنے سروں پر حجاب پہنے تھے۔ بہت سی مسلمان خواتین نے پہلی مرتبہ حجاب پہنا تھا' حجاب کو باقاعدہ کاسٹیومز کا ایک ضروری جزو بنایا گیا تھا۔ مڈل ایسٹ ٹائمز نے Islamic Women's Games Open Under Veil In Iran کے عنوان سے پورے صفحے کا عزت و احترام سے بھرپور مضمون شائع کیا تھا۔ کسی غیر مسلم ملک کی کوئی خاتون وہاں نہیں پائی گئی تھی۔ جبکہ سیف گیمز میں بھارت بھرپور شرکت کرے گا۔ مسلمان خواتین کے لئے تو غیر مسلم خواتین کے سامنے آنے کے لئے بھی شریعت نے اصول وضع کئے ہیں۔ لیکن اخلاقی پستی کے جس زہر کے زیر اثر یورپ و امریکہ سسک رہے ہیں وہی زہر انہوں نے امت مسلمہ کو پلانا شروع کر دیا ہے اور ہم بہ رضا و رغبت پی رہے ہیں۔ اسلام کے مجرم جانتے ہیں کہ اسلام میں نقب لگانے کے لئے خاتون مسلم کو شمع محفل بنایا جائے۔ کاش ہمارے ملک میں بھی یورپ و امریکہ کی طرح کی "مساوات مرد و زن" کا نعرہ لگانے والوں کو یہ معلوم ہوتا کہ یورپ و امریکہ میں خود کشی کرنے والے افراد میں ۹۰ فیصد خواتین ہوتی ہیں۔ جسے ہم آزادی گردانتے ہیں وہ دراصل باطن میں ہے گرفتاری۔ اپنی آزادی کے باعث آج یہ خواتین اپنے گھروں تک میں غیر محفوظ ہیں۔ امریکی سرجن جنرل کی رپورٹ کے مطابق اس وقت امریکن خواتین کی اکثریت اپنے گھروں کے مقابلے میں سڑکوں اور گلیوں میں زیادہ محفوظ ہے۔ وجہ؟ "آزادی نسواں" کا نعرہ بلند کرنے والا امریکہ اب اس حقیقت کو جاننے لگا ہے کہ حد سے بڑھی ہوئی یہ آزادی معاشرے کے لئے عذاب بنتی جا رہی ہے۔ آج امریکہ میں خاندانی نظام ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے' خواتین کی بے جا آزادی نے گھر اور گھرانے کے تصور تک کو جہنم سے بھی ہولناک بنا دیا ہے۔

مرد و عورت کی مساوات کا موازنہ ہی اصولاً غلط ہے کیونکہ دونوں کی صلاحیتیں' فطرتیں' مزاج اور نفسیات مختلف ہوتے ہیں اور اسی لئے قدرت نے ان کے دائرہ ہائے کار بھی مختلف رکھے ہیں۔ لہٰذا جب مغربی مرد گھر میں سکون نہیں پاتا تو وہ بیوی' بیٹی یا ماں پر ہاتھ تک اٹھانے سے گریز نہیں کرتا۔ بعض اوقات تشدد کے یہ واقعات اتنے لرزہ خیز ہوتے ہیں کہ غیر انسانی کارروائی لگنے لگتے ہیں۔

اسی طرح مغربی عورت جب بیرونی دنیا سے نبرد آزما ہو کر تھک جاتی ہے تو نفسیاتی دباؤ تلے آکر اپنے بچوں تک کو قتل کر ڈالتی ہے۔ آئے دن امریکی مائیں اپنے بچوں کو جلتے اوون' مائیکرو ویو یا ڈرائر کی نذر کر دیتی ہیں۔ آزادی نسواں کا جو تلخ تجربہ یورپ اور امریکہ کو ہوا ہے اسی میں اب ہم کو مبتلا کر کے اخلاقی طور پر دیوالیہ کرنا مغربی دنیا کے پیش نظر ہے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ یہی سب سے موثر ہتھیار ثابت ہو سکتا ہے۔

پاکستان میں کھیلوں میں خواتین کو بین الاقوامی سطح پر لانے کے بجائے ضرورت مردوں پر توجہ دینے کی ہے۔ اولمپکس میں آج تک پاکستان نے صرف ۱۰ تمغے حاصل کئے ہیں۔ لہٰذا مردوں نے کون سا تیر مارا ہے جو اب خواتین سے امیدیں وابستہ کی جا رہی ہیں۔ بلکہ مرد تو پھر بھی اب تک ۱۰ تمغے لے آئے ہیں 'خواتین ایک بھی نہیں لا سکتیں۔ جن ممالک کی خواتین کے ساتھ ہماری خواتین کا مقابلہ کرایا جائے گا وہ خواتین بچپن سے ان کاموں کے لئے تیار کی جاتی ہیں' اور ایک خاص ماحول میں بہترین تربیت حاصل کرتی ہیں اور تمغے کے حصول کے لئے سر توڑ کوشش کرتی ہیں۔ چند سال پہلے پاکستان کی شبانہ کوثر سویڈن میں ایسی دوڑیں کہ دوڑتی ہی چلی گئیں' آخر تھک ہار کر وطن واپس آگئیں بالکل خالی ہاتھ۔ اسی طرح ابھی حال ہی میں سڈنی اولمپکس میں بھی ایک پاکستانی خاتون نے پاکستان کی نمائندگی کی تھی' موصوفہ سیر و تفریح کر کے واپس آگئیں۔ اور الزام معاشرے پر لگایا گیا کہ خواتین میں تو بہت ٹیلنٹ ہے لیکن معاشرہ اسے ابھرنے نہیں دیتا۔ ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہمارا اعظیم پاکستان سپورٹس بورڈ جو پاکستانی خواتین کو ساتھ لے کر مریخ اور مشتری پر کمندیں ڈالنے کے خواب دیکھ رہا ہے اس کے سامنے اگر ہم شرعی پردے اور لباس کا تذکرہ لے بیٹھیں گے تو وہ ہم کو ماضی کے گئے گزرے زمانے کی کوئی ایسی یادگار سمجھیں گے جو ریموٹ کنٹرول سے اچانک حال میں بلا لی گئی ہے۔ لیکن پھر بھی ہم کہنا چاہتے ہیں کہ بقول سپورٹس بورڈ اگر ہماری خواتین ایتھلیٹس بہت ہونہار ہیں تو پھر انہیں کھیل کے مروجہ روایتی لباس کے بجائے ڈھیلے ڈھالے ٹریک سوٹ اور حجاب پہن کر بھی اسی کارکردگی کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ لیکن اگر کارکردگی ہی نہ ہو تو مقابلے کے بعد اس طرح کی باتیں کرنا کہ ہماری خواتین تو تمغوں کے ڈھیر لگا دیتیں لیکن کیا کریں معاشرہ آڑے آتا ہے' انتہائی غلط طریقہ ہے۔

پاکستان میں جب کیبل ٹی وی متعارف ہوا تھا تو مخالفت کرنے والوں کے جواب میں یہ اعتراض اٹھایا گیا تھا کہ پاکستانی قوم کو سی این این اور ڈسکوری چینل دیکھنے چاہئیں تا کہ ہم بھی ترقی یافتہ قوموں کے برابر آسکیں۔ آج سی این این اور ڈسکوری چینل دیکھنے والوں کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے جبکہ زی ٹی وی اور سٹار ٹی وی دیکھنے والوں کی تعداد میں بیکٹیریا کی طرح اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ ہمارے بڑے دماغ ہر فیصلہ کرنے پر قادر ہیں' دنیا کی دیگر ترقی پذیر اور ترقی یافتہ قوموں کی طرح فیصلے کرتے ہوئے ہمارے یہاں عوامی رائے کو قطعی اہمیت نہیں دی جاتی۔ پھر بھی ہم اپنے بڑے دماغوں سے گزارش کرتے ہیں کہ ہم کئی دن سے ایک چھوٹا سا نکتہ حل نہیں کر پا رہے ہیں وہ یہ کہ آپ ہمیں صرف اتنا بتا دیں کہ ہم اسلامی جمہوریہ پاکستان کے نام میں موجود لفظ "اسلامی" کو آخر کہاں فٹ کریں؟

وَعَنْ

عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ

قَالَ: بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ
عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ
فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ
وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ
وَعَلٰى أَثَرَةٍ عَلَيْنَا
وَأَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ، إِلَّا أَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ
مِنَ اللّٰهِ فِيهِ بُرْهَانٌ،
وَعَلٰى أَنْ نَقُوْلَ بِالْحَقِّ أَيْنَمَا كُنَّا، لَا نَخَافُ فِي اللّٰهِ
لَوْمَةَ لَائِمٍ (بخاری ومسلم)

(4)

تنظیم اسلامی کے وفد کا دورہ بنگلہ دیش

18 نومبر کو کاکس بازار سے واپسی پر جامعۃ الاسلامیہ پٹیہ (Patt-ya) دیکھنے کے لئے رکے۔ یہ بہت بڑا مدرسہ ہے، جس میں تقریباً تین ہزار پانچ سو طلباء زیر تعلیم ہیں۔ اس کے مہتمم مولانا ہارون صاحب ایک بین الاقوامی شخصیت ہیں۔ ملاقات پر انہوں نے بتایا کہ محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب سے ابوظہبی میں متعدد بار ملاقات ہو چکی ہے۔ اس مدرسہ میں میثاق پہنچتا ہے۔ مولانا ہارون صاحب نے بتایا کہ وہ لوگوں کو NGO`s کے اثرات سے بچانے کے لئے رفاہی کاموں کے منصوبے بھی چلاتے ہیں۔ اس وقت دو ہسپتال ان کے زیر اہتمام چل رہے ہیں۔ جہاں آفت اور تباہی آتی ہے، وہاں لوگوں کو آبادکاری میں مدد دی جاتی ہے۔ یہ سارے کام عوامی تعاون سے ہوتے ہیں۔ مدرسہ کی معاونت میں بنگلہ دیش سے زیادہ پاکستانی لوگوں کا حصہ ہے۔ ان میں کراچی کے حاجی بشیر احمد اور حاجی جمیل احمد نمایاں ہیں۔ ان لوگوں نے اس مدرسہ کی بنیاد رکھنے میں نمایاں حصہ لیا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ آج بھی ہمارا ایک سفیر پاکستان گیا ہوا ہے۔ رخصت کرتے وقت انہوں نے مدرسہ کا تعارفی لٹریچر اور مدرسہ کے بانی مولانا عزیز الحق کی سوانح حیات ''تذکرۃ العزیز'' کی تین جلدیں ہمیں عطا کیں۔ مولانا عزیز الحق مرحوم کے صاحبزادہ سے بھی ملاقات ہوئی۔ 18 اور 19 کی درمیانی پوری رات سفر میں گزری۔ سارے راستے میں ٹرکوں اور بڑی بڑی بسوں کی ٹریفک رواں دواں تھی۔ کہیں کہیں سڑک پر مسلح پولیس (فوجی قسم کے لوگ) بھی کھڑی تھی۔ راستے میں کچھ دیر کے لئے نور جہاں ریسٹورنٹ میں رکنے کے بعد ڈھاکہ میں مسجد بیت المکرم اس وقت پہنچے کہ فجر کی جماعت ہو رہی تھی۔

19 نومبر کو نماز فجر کے بعد ہوٹل پہنچے۔ تقریباً ۱۰ بجے ریسٹورنٹ ''کیفے جھیل'' میں چپاتی اور سبزی دال سے ناشتہ بمعہ کھانا کھایا۔ واپسی پر ہوٹل کی باربر شاپ میں اتفاقاً روزنامہ انقلاب سے وابستہ باسط صاحب سے ملاقات ہو گئی۔ ''ہمارے Beloved country پاکستان کا کیا حال ہے؟'' اس جملے سے انہوں نے میرے ساتھ گفتگو کا آغاز کیا۔ مجھے موقع دیئے بغیر اپنی بات جاری رکھی اور کہا کہ بنگلہ حکومت پاکستانی حکومت سے تھوڑی ہی بہتر ہے۔ یہاں کے کاروباری حضرات اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ وہ خود روزنامہ انقلاب (جو حکومت مخالف اخبار ہے) کے مالکان کے طرز عمل سے غیر مطمئن تھے۔ ان بڑے لوگوں کو اپنی گاڑی اور بنگلہ کی قدر رہتی ہے۔ اپنے ساتھی کارکنوں کا خیال نہیں رکھتے قدر نہیں کرتے۔ یہ ساری باتیں وہ انگلش میں بتا رہے تھے۔ باسط نے بتایا کہ یہاں کا اسلامی بنک اور اس کی انتظامیہ نسبتاً بہتر ہے، جو جماعت اسلامی سے وابستہ لوگوں پر مشتمل ہے۔ کپڑے کے بڑے تاجر اسلام پورہ میں بیٹھتے ہیں۔ رائل پیلس ہوٹل سے 40'50- ٹکا کی ٹیکسی یا موٹر رکشہ پر جایا جا سکتا ہے۔

مرتب: رشید عمر

16 نومبر 2000ء کو پاکستان سے ڈھاکہ آ کر ہوٹل میں فروکش ہوئے تھے، تو باہر لوگوں کی نعرہ بازی کی آوازیں آ رہی تھیں۔ آج یعنی 19 نومبر کو ناشتہ کے لئے گئے تو ایک چھوٹا جلوس روزنامہ انقلاب کے چیف ایڈیٹر کے حق میں اور حکومتی اقدامات کے خلاف نعرے لگا رہا تھا۔

ناشتہ کے بعد ہوٹل آئے ایک دو حضرات کے فون نمبر ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کے پاس تھے، جو انہوں نے اپنے پہلے سفر میں حاصل کئے تھے۔ انہوں نے ہوٹل سے فون پر رابطہ کی کوشش کی، لیکن کسی سے رابطہ نہیں ہوا۔ پھر نماز ظہر کے لئے مسجد بیت المکرّم گئے۔ پیدل پل عبور کرنا پڑا۔ پیدل چلنے کے راستے اور بڑی بلڈنگوں کے نیچے ان کی چار دیواریوں میں بہت گندگی ہے۔ بے شمار سائیکل رکشاؤں اور گاڑیوں سے بار بار ٹریفک جام کا نقشہ پیدا ہو رہا تھا۔

ڈاکٹر صاحب کو ہوٹل چھوڑ کر اکیلا ہی ساڑھے تین بجے اسلام پورہ مارکیٹ کیلئے نکلا۔ موٹر رکشا نے 40 ٹکے میں وہاں پہنچایا۔ راستے میں گاڑیوں کے دھوئیں سے برا حال تھا۔ عصر کی نماز تنگ گلی میں محلّہ کی زیر تعمیر مسجد میں باجماعت ادا کی۔ یہ گلی اسلام پورہ کلاتھ مارکیٹ میں داخل ہو جاتی ہے۔ یہ کلاتھ مارکیٹ فیصل آباد کی مندر گلی یا جامعہ کلاتھ مارکیٹ کی طرح ہے۔ دکانیں بنگلہ دیش کے علاوہ بھارت، چائنا اور پاکستان کے کپڑے سے بھری ہوئی تھیں۔ پاکستان کی فالین گز عرض 40 ٹکا فی گز سے اوپر ہے جبکہ 40 عرض چائنا کا یہی کپڑا 45 سے 50 ٹکا فی گز ہے۔ پردہ کلاتھ اور بیڈ شیٹ کی مارکیٹ نہیں ملی۔ اس کے متعلق معلوم ہوا کہ یہ Elephant مارکیٹ میں ہے۔ مغرب سے پہلے وہاں سے پیدل نکل دیا۔ راستے میں آئرن مارکیٹ تھی۔ لوہے کا ریٹ 17500 ٹکا فی ایک ہزار کلوگرام تھا۔ مغرب کی نماز گلستان مارکیٹ کی مسجد میں باجماعت ادا کی۔ یہاں رفیق الاسلام عرفات سے اتفاقاً ملاقات ہو گئی جو اپنے دوستوں کے ساتھ کسی مریض کی عیادت کے لئے جا رہے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ وقت ملا تو وہ رات کو ہوٹل میں آئیں گے۔ بعد نماز مغرب پیدل ہی 6 بجے ہوٹل پہنچ گیا۔ تقریباً رات آٹھ بجے رفیق الاسلام عرفات اپنے درج ذیل دوستوں کے ہمراہ ملاقات کے لئے ہوٹل تشریف لائے۔

۱۔ محمد انیس الرحمٰن بابو..... بانس کا کاروبار کرتے ہیں۔

۲۔ حافظ معظم حسین....ایک دینی مدرسہ کے نائب رئیس ہیں۔ یہ قرأت کے بین الاقوامی مقابلوں میں شرکت کر چکے ہیں۔ بعد میں انہوں نے تبرکاً قرآن پاک کا کچھ حصہ تلاوت کیا۔ صحت تلاوت کے ساتھ ان کی آواز میں متاثر کن سوز اور سرور بھی تھا۔

۳۔ مولانا قاری وحید الرحمٰن .....ایک مدرسہ میں تدریس کی ذمہ داری ادا کرتے ہیں۔

۴۔ مولانا قاری احمد علی.... جامعہ فاروقیہ کراچی سے فارغ ہیں۔ پولٹری فیڈ کا کام کرتے ہیں۔

۵۔ حافظ محمد عبدالاول.... رئیس مدرسہ تحفیظ القرآن بدر بازار، سنار گاؤں۔

راقم کی ان کے ساتھ تعارفی گفتگو ہو رہی تھی کہ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب مولانا ثمیر الدین صاحب کے ساتھ تشریف لے آئے۔ انہوں نے اپنے تعارف میں تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا طریق کار ان کے سامنے واضح کیا۔ اس سے پہلے ڈاکٹر صاحب ۴ بجے مولانا ثمیر الدین کے ساتھ دستور اسلامی کے امیر پیر صاحب چورمنائی فضل الکریم صاحب کو خلافت کنونشن میں شمولیت کی دعوت دینے کے لئے گئے تھے۔ یہاں ان کی ملاقات جماعت اسلامی کے دلاور حسین سعیدی صاحب سے ہو گئی۔ عشاء کی نماز کے بعد کھانا کھایا گیا اور اگلے دن کے پروگرام کے لئے تازگی حاصل کرنے کے لئے سونے کے بستر پر چلے گئے۔

ضرورت رشتہ

دو بیٹیوں، عمر 35 اور 32 سال، تعلیم بی اے، صوم و صلوٰۃ اور شرعی پردہ کی پابند کے لئے نیک، دینی مزاج کے حامل مناسب برسرِ روزگار رشتے درکار ہیں۔ رابطہ معرفت رب نواز ڈرائیور قرآن اکیڈمی 36k ماڈل ٹاؤن لاہور۔

امریکہ کے راسخ العقیدہ عیسائیوں میں

یہودیت اور اسرائیل

سے پرجوش تعاون و تقویت کی ایک

نئی تحریک! (4)

Identity ایڈنٹٹی (شناخت) کے ہیروز میں شمالی اڈاہو Idaho کے رانڈی ویور Randy Weaver جسے اگست ۱۹۹۲ء میں گیارہ روزہ دوریاشی Stand off کے دوران ایک افسر کے قتل کے الزام سے بری کیا گیا تھا اور ڈیوڈ کریش David Koresh ٹیکساس میں جس کی رہائش پر FBI کے حملہ کو مذہبی حقوق کے اراکین نے "امریکی ہالوکاسٹ" (قتل عام) کا نام دیا تھا' شامل ہیں۔

گزشتہ سات سال میں کرسچین شناخت تحریک کے حامیوں کی تعداد تین ہزار سے تیس ہزار تک پہنچ گئی ہے اور شناخت کے گرجا گھر ۱۹۸۶ء میں ایک درجن سے بڑھ کر ایک سو ہو چکے ہیں۔ اس کے باقاعدہ ممبروں کے علاوہ تحریک کے حامی افراد اندازاً اڑھائی لاکھ کی تعداد میں موجود ہیں۔

Order of the Solar Temple آرڈر آف دی سولر ٹمپل جو ایک مخفی، ہزاری ۔ سعادت Millennial (خوشی کا وہ ہزارواں سال، جس میں دنیا پر حضرت عیسیٰ کی حکمرانی ہوگی) فرقہ ہے جس نے ۱۹۹۹ء میں اجتماعی خودکشی اور کینیڈا اور سوئٹزرلینڈ میں ہلاکتوں کا مظاہرہ کیا۔ پچاس اشخاص ہلاک ہوئے۔ بعض نے ان چار الہامی گھڑ سواروں کے ڈیزائن پر مشتمل لباس زیب تن کر رکھا تھا جن کا مکاشفات کی کتاب میں ذکر ہے، اور جنہیں عام طور پر براءت (حضرت عیسیٰ کا لقب) جنگ، قحط اور موت سے تشبیہ دی جاتی ہے۔

Branch Davidian (برانچ ڈیویڈین)' اس گروہ کے پیروکار' واکو' ٹیکساس کے باہر رہتے ہیں' اپریل ۱۹۹۳ء میں وفاقی پولیس نے ان کی قیام گاہ پر حملہ کر کے ۸۰ افراد کو ہلاک کر دیا تھا۔

"Heaven'sGate" (جنتی دروازہ) ۱۹۹۷ء میں اس گروہ کے ۳۹ اراکین نے سان ڈیگو کے نواح میں اپنے آپ کو ہلاک کر لیا تھا۔ انہوں نے جو دستاویزات چھوڑیں ان میں لکھا تھا' یہ دنیا بری جگہ ہے اس کی بربادی مقدر ہو چکی ہے۔

"Voice in the Wilderness" (ویرانے کی صدا) (ملفورڈ N.H) کا ایک ہزاری بغاوتی گروہ جو درخت اگانے یا اس طرح کے مستقبل کے لئے کئے جانے والے کاموں کا اس لئے مخالف ہے کہ "تب تک زندہ رہنے کا سوچنا پاگل پن ہے۔"

Elohim City : ٹل راک ارک Little Rock Ark کے قریب قلعہ نما قصبہ جہاں بھاری اسلحہ سے لیس ۱۰۰ رہائشی اپنے روزمرہ کے کام کاج' عبادت اور ملٹری ڈرل میں مصروف رہتے ہیں' ان سلسلہ وار تباہیوں کی آمد کے منتظر ہیں جن کے بارے ان کا عقیدہ ہے کہ دنیا کے خاتمہ کا پیش خیمہ ہوں گی۔ اوکلاہاما سٹی کو بم سے اڑانے کے جرم میں سزا یافتہ Timothy McVeigh نے ۱۹۹۵ء میں اوکلاہاما فیڈرل بلڈنگ کو بم سے اڑانے سے قبل اسی Elohim City میں اپنے دوستوں سے فون پر بات کی تھی۔

اس دوران ایک "Christian Identity" یعنی کرسچین شناخت تحریک جو ریگن' بش دور میں نمودار ہوئی تھی اب پھیل کر عالمگیر سطح پر دائیں بازو کی انتہاپسندی میں اضافہ کا باعث بن رہی ہے۔ اس کا مرکزی تصور "دوسروں" سیاہ فاموں' یہودیوں' عورتوں' ہم جنسوں' اسقاط حمل کے ڈاکٹروں' آزاد خیالوں سے نفرت کرنا ہے۔

پیٹرک منگس Patrick Minges ' Apocalype Now (اب کشف یوحنا) میں لکھتا ہے: ان کا مذہب ایک نرالے قسم کا ثقافتی نظام ہے جو انتہائی دائیں بازو کے ناقابل علاج عناصر جیسے Ku Klur Klan نیو نازی' سر پھرے نسل پرست اور اراین Aryan مزاحمتی تحریک والوں کے لئے نظریاتی وحدت اور نظری ڈھانچہ فراہم کرتا ہے۔

بقیہ: منبر و محراب

تدبیر خداوندی کے تحت پاکستان بالآخر اسلام کا گہوارہ بنے گا اور بعض احادیث میں موجود پیشگوئیوں کے مصداق امید ہے کہ پاکستان اور افغانستان پر مشتمل یہ خطہ زمین بہت جلد کل روئے ارضی پر نظام خلافت کے قیام میں اپنا کردار ضرور ادا کرے گا۔ اس کا ایک مظہر یہ بھی ہے کہ اللہ نے تمام عالم اسلام میں صرف پاکستان ہی کو ایٹمی صلاحیت سے نوازا ہے اور افغانستان میں شریعت اسلامی کے نفاذ کے مبارک کام کا آغاز ہو چکا ہے۔

نامے میرے نام

محترم حافظ عاکف سعید صاحب
مدیر ندائے خلافت' لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ اور تمام معاونین برائے ندائے خلافت بخیر و عافیت ہوں گے۔ ندائے خلافت کے مضامین واقعی ہماری مردہ روحوں کو ندائے خلافت دے رہے ہیں' ساتھ ہی لوگوں کی ذہنی وفکری تربیت میں بھی نہایت موثر کردار ادا کر رہے ہیں' درست معنوں میں خلافت کا مفہوم اور خلافت کے قیام کے لئے راہ عمل پیش کر رہے ہیں یا یوں کہہ لیں کہ جس مقصد کے لئے آج سے ۳ سال قبل ندائے خلافت کا قیام عمل میں آیا تھا وہ ماشاء اللہ کما حقہ پورا ہو رہا ہے' اللہ تعالیٰ مزید ترقی نصیب فرمائے۔

اگر کاوشیں اسی طرح جاری رہیں تو ان شاء اللہ وہ وقت دور نہیں جب واقعی خلفائے راشدین کے نمونے پر ملک پاکستان میں اور بعد ازاں سارے جہان میں خلافت کا قیام ممکن ہو سکے گا۔ اور یوں وہ چھتری جو ہمارے اوپر سے نکل چکی ہے' واپس آ جائے گی۔ انتظار ہے تو صرف ایک خدا ترس خلیفہ کا (جس کو بھرپور تائید خداوندی حاصل ہو) جو اٹھے اور اپنی عمیق بصیرت' مثبت سوچ وفکر اور انقلابی جدوجہد کے ذریعہ اس قوم وملت کی لگام اپنے ہاتھ میں لے لے۔ ندائے خلافت میں نئے سلسلوں کا اجراء واقعی مفید ہے۔ ان شاء اللہ ندائے خلافت کے فروغ میں جو کچھ ہو سکے گا کریں گے۔

آخر میں میرے والد محترم سید محمد ہارون رشید اور میری طرف سے محترم ومکرم ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں خاص طور سے سلام عرض کریں۔ امید ہے کہ حضرت کی آنکھوں کا آپریشن کامیاب ہوا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ صحت وتندرستی کے ساتھ سلامت رکھے اور جس انقلابی جدوجہد کا آغاز آپ نے کیا ہوا ہے' وہ مکمل ہو۔ آمین!

کاروان خلافت منزل بہ منزل

رپورٹ علاقائی اجتماع حلقہ سندھ و بلوچستان

مرکز کے فیصلے کے مطابق اس اجتماع کی نوعیت تربیتی رکھی گئی تھی۔ حب دنیا سے نجات اور فلاح اخروی کے لئے جدوجہد اس کا پیغام تھا اور ظاہر ہے کہ یہ ہدف صرف اس صورت میں حاصل کیا جا سکتا ہے کہ اقامت دین کے مشن سے ہمارا تعلق قوی سے قوی تر ہو۔ اسی حوالے سے موضوعات کا بھی انتخاب کیا گیا تھا۔ اس اجتماع کی تیاری میں ناظم اجتماع محمد نسیم الدین صاحب اور ان کی ٹیم نے بھرپور کوششیں کیں۔ شریک رفقاء کی تعداد خصوصاً حلقہ سندھ (زیریں) سے تعلق رکھنے والوں کی' اگر حوصلہ افزا نہیں تو مایوس کن بھی نہیں تھی۔ احباب کی تعداد اس لئے زیادہ نہیں تھی کہ اجتماع کی نوعیت کے پیش نظر ان کے لئے دعوت عام نہ تھی۔ کل ۲۴۰ رفقاء اور ۱۸۳ احباب نے شرکت کی۔

اجتماع کا آغاز خطاب جمعہ سے ہونا تھا جس کے لئے امیر محترم نے ''امت مسلمہ عذاب کے سائے میں'' کا عنوان دیا تھا لیکن ناظم حلقہ سندھ (زیریں) انجینئر نوید احمد صاحب کو انہوں نے ابتدائی خطاب کا شرف بخشا۔ انجینئر نوید احمد صاحب نے موقع کی مناسبت سے علاقائی اجتماع کے مقاصد پر اجمالی گفتگو رکھی۔ تنظیم کے قیام کی ضرورت کیوں پیش آئی' اس کے مقاصد کیا تھے اور اس کی پیش رفت کیا ہے اور عزم نو کے لئے جذبے کے حصول کی کیا صورت ممکن ہو' یہ ساری باتیں زیر بحث آئیں۔ امیر محترم نے قرآن کے قانون عذاب کا تذکرہ فرمایا۔ دنیا دار الجزاء و سزا نہیں بلکہ دار الامتحان ہے۔ افراد کے اعمال کی بنیاد پر جزا و سزا آخرت میں ملتی ہے البتہ قوموں کی اجتماعی بداعمالیوں کی سزا اس دنیا ہی میں مل جاتی ہے۔ بعد نماز عصر ناظم اجتماع اور امیر حلقہ سندھ (زیریں) محمد نسیم الدین صاحب نے افتتاحی کلمات ادا کئے اور دوران اجتماع رفقاء کے لئے ہدایات کی وضاحت کی۔ اس کے بعد سٹیج سیکرٹری جناب زین العابدین صاحب ان امراء/نقباء/منفرد اسرہ جات کا تعارف پیش کرتے رہے جو اپنی اپنی تنظیم اور اسروں رپورٹس پیش کرنے کے لئے تشریف لائے۔ یہ سلسلہ نماز عشاء تک چلتا رہا۔ ہمارے مہمان امراء حلقہ کی نمائندگی کرتے ہوئے محترم میجر فتح محمد صاحب نے امراء حلقہ کے تعارف کی تجویز پیش کی۔ طے پایا کہ اگلی شب بعد نماز عشاء امراء حلقہ اور مرکزی ناظمین کا تعارف پیش کیا جائے گا۔

۲۰ جنوری کی صبح نماز فجر کے بعد منفرد اسرہ شاہ پنجو کے نقیب محترم احمد صادق سومرو صاحب نے سورۃ ''ق'' کے دوسرے رکوع پر درس دیا۔ ناشتہ کے بعد ''انفرادی و اجتماعی فلاح کے لئے قرآن کا لائحہ عمل'' کے موضوع پر امیر محترم کی تقریر کا ویڈیو دکھایا گیا۔ بعد ازاں اس پر شرکاء کو اظہار خیال کا موقع دیا گیا۔ محترم چودھری رحمت اللہ بٹر نے بیرون ملک ملازمت کرنے والوں اور ڈرامہ کی تمثیل کے ذریعہ فکر آخرت کو واضح کیا۔ پردیس میں کم سے کم خرچ اور زیادہ سے زیادہ اہل خانہ کو رقم کی ترسیل کو ''ماقدمت واخرت'' سے اور دنیا کی حیثیت کو اسٹیج ڈرامہ سے تشبیہ دے کر جس میں ہر کردار عارضی ہے' اس دنیا کی بے ثباتی بڑی خوبصورتی سے واضح کر دی۔ بعد نماز مغرب امیر حلقہ سندھ (بالائی) محترم غلام محمد سومرو صاحب نے امام ابن تیمیہ کے شاگرد ابن قیم کے افادات کے حوالے سے حقیقت عبودیت کو واضح کیا۔ آخر میں اعجاز لطیف صاحب نے اسلامی معاشرتی معاملات و آداب کو پراجیکٹر پر اپنے نوٹس کے ذریعے واضح کیا۔ ۲۱ جنوری کی صبح امیر تنظیم اسلامی کوئٹہ نے بڑے ہی دلنشین انداز میں سورۃ تغابن کے دوسرے رکوع پر درس دیا۔ بعد ازاں امیر حلقہ پنجاب (وسطی) محترم مختار حسین فاروقی صاحب نے ایک نئے انداز میں اسلامی انقلاب کے مختلف مراحل کے حوالے سے کارکنوں کے اوصاف بیان کئے۔ قرآن کریم سے تعلق' سمع و طاعت پر مبنی نظم اور انقلابی تربیت کے ذریعہ اوصاف کو جلا بخشی جا سکتی ہے۔

ان کے بعد امیر تنظیم اسلامی (یورپ) ڈاکٹر عبدالسمیع نے اپنے پسندیدہ موضوع ''اطاعت امیر'' پر ایک موثر گفتگو پیش کی۔ انہوں نے کہا کہ اطاعت امیر مشکل ترین کام ہے کیونکہ کسی انسان کا دوسرے انسان کی اطاعت پر آمادہ ہونا اس کے نفس کو گوارہ نہیں۔ نائب امیر محترم حافظ عاکف سعید صاحب نے مختلف احادیث کے حوالے سے جماعتی زندگی میں اخوت اور ایثار کے تقاضوں کو واضح کیا۔ انہوں نے کہا کہ مشن سے جتنی گہری وابستگی ہوگی' رفقاء کے درمیان رحماء بینھم کی کیفیت اتنی ہی بہتر طور پر پروان چڑھے گی۔ امیر محترم نے ''اسلام کے انقلابی فکر کے چار زاویے اور ان کا باہمی ربط و تعلق'' کے موضوع پر اسلامی فکر کو واضح کیا کہ اسلام مذہب نہیں دین ہے جو انسان کے انفرادی اور اجتماعی دونوں گوشوں پر محیط ہے۔ اسلام کا انقلابی آئیڈیل اس کے نظام عدل اجتماعی کو قائم کیا جانا ہے۔ اہل ایمان کا فرض منصبی اس نظام کے غلبہ کی جدوجہد ہے۔ (۱) انفرادی دینوی و اخروی فوز و فلاح دونوں اس نظام کے قیام پر منحصر ہے۔ (۲) یہ جدوجہد صرف منہج انقلاب نبوی ﷺ پر ہوگی۔ (۳) پہلے اس نظام کو کسی ایک ملک میں قائم کیا جائے اور اس مرحلے پر عصر حاضر کے تقاضوں کو پیش نظر رکھا جائے۔ (۴) دنیا کے خاتمہ سے قبل عالمی سطح پر دین کا غلبہ ہو کر رہے گا۔

اپنے اختتامی خطاب میں امیر محترم نے رفقاء کو جھنجھوڑتے ہوئے شکوہ کیا کہ حیدرآباد میں ایک بچی نے میرے درۂ ترجمہ قرآن کو تین بار سنا' پورے دورے کو کیسٹ سے صفحہ قرطاس پر منتقل کیا اور اب اس نے ایک حلقۂ درس قرآن قائم کر لیا ہے۔ جبکہ ہمارے رفقاء میں سے کسی کی توجہ اس طرف نہیں گئی۔ رفقاء کے اس رویئے کو انہوں نے ناقدری کے مترادف قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ اسلام کے انقلابی فکر کو حرز جاں بنائیں۔ اپنا امتحان لیں کہ اس کو دوسروں کے سامنے بیان کر سکتے ہیں یا نہیں۔ میں

تنظیم اسلامی جنوبی لاہور کے زیر اہتمام دعوت فورم سے امیر حلقہ لاہور مرزا ایوب بیگ' چوہدری رحمت اللہ بٹر' مظہر الحق غازی' وقاص احمد اور اعجاز خان خطاب کر رہے ہیں۔

نے اپنا اندر خالی کر کے آپ کے سامنے ڈال دیا۔ اس کی قدر کیجئے۔ میرے ہر ساتھی کو قرآن کے نغمے کو گانا ہے۔

۲۰ جنوری بعد نماز عشاء مرکزی ناظمین اور امرائے حلقہ جات نے اپنا اپنا تعارف پیش کیا۔ اس تعارف کی دو خاص باتیں تھیں۔ ایک تو یہ کہ امیر محترم کی انقلابی شخصیت نے کیسے کیسے گنج ہائے گراں مایہ پیدا کئے ہیں۔ اس کا احساس ہی ہو جائے تو ناقدری کے جس روئیے کا امیر محترم نے شکوہ فرمایا ہے وہ دور ہو جائے۔ دوسرے یہ کہ ہمارے چند اکابرین نے اس اجتماع میں اپنی علمی شمولیت بصورت دروس و خطابات کی کمی تعارف کے دوران اپنی تقاریر سے پوری کر دی۔ اب وہ شکوہ نہیں کر سکتے کہ ہم نے انہیں احساس محرومی سے دوچار کر دیا۔ آخر میں ناظم حلقہ کی ٹیم یعنی ناظم اجتماع انجینئر نوید احمد' ناظم استقبالیہ روفی جلیس صاحب' ناظم مکتبہ ریاض الاسلام فاروقی صاحب' ناظم طبی امداد ڈاکٹر جاوید احمد' ناظم ٹرانسپورٹ جلال الدین اکبر صاحب' ناظم سیکیورٹی عبدالغفار میمن صاحب' ناظم اجتماع گاہ عابد جاوید خان صاحب' ناظم پبلک ایڈیس سسٹم محمد طارق صاحب' ناظم صلوٰۃ شجاع الدین شیخ' ناظم رہائش گاہ فیصل مصوری صاحب' ناظم طعام نوید عمر صاحب' ناظم مطبخ عبداللطیف کھوکھر صاحب' ناظم مالیات نجم الحسن عسکری صاحب' اور ناظم ہمانداری عبداللطیف عقیلی صاحب' کے حق میں دعا گو ہوں کہ اللہ ان کی کوششوں کو قبول فرمائے۔ آمین

(مرتب: محمد سمیع)

تنظیم اسلامی' کراچی جنوبی

تنظیم اسلامی' کراچی جنوبی کا تربیتی و تنظیمی اجتماع بتاریخ ۱۸ فروری دن گیارہ بجے قرآن اکیڈمی میں ہوا۔ ۲۵ رفقاء شریک ہوئے۔ رفقاء کا باہمی تعارف ہوا۔ حالات حاضرہ پر رفقاء نے اظہار خیال کیا۔ نماز ظہر کے بعد رفقاء نے امیر محترم کا تازہ خطاب جمعہ بتاریخ ۱۶ فروری بذریعہ آڈیو سماعت فرمایا۔ طالبان کی مدد کے لئے امیر تنظیم جنوبی نے ترغیب و تشویق دلائی اور دعوتی اجتماع کے لئے دو گروپ تشکیل دیئے گئے۔ ایک گروپ نیول کالونی کلفٹن او ردوسرا محمود آباد کے لئے روانہ ہوا۔

نیول آفیسرز کالونی مسجد میں زین العابدین صاحب نے درس قرآن دیا۔ سامعین کی تعداد ۲۵ تھی۔ محمود آباد میں مدرسہ شمس النساء میں جناب سعید الرحمٰن نے درس دیا۔ رفقاء کے علاوہ ۱۱۵ اصحاب شریک تھے۔

میانوالی شہر میں درس قرآن

مسجد بیت المکرم میانوالی میں گذشتہ ۵ سال سے روزانہ عشاء کی نماز کے بعد رفیق تنظیم محترم بشیر احمد صاحب درس قرآن کی ذمہ داری نبھا رہے ہیں۔ ۲۶ جنوری بروز جمعۃ المبارک رفیق تنظیم محترم حاجی شیخ محمد امین صاحب کی دعوت پر مغرب کی نماز کے بعد ان کے گھر میں درس قرآن ہوا۔ انہوں نے اپنے دوست احباب اور محلے والوں کو دعوت دے رکھی تھی۔ اس میں تقریباً ۴۵ آدمیوں نے شرکت کی۔ محترم بشیر احمد صاحب نے سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۱۱۵ تا ۱۲۱ تک تقریباً ایک گھنٹے کا درس دیا۔

(رپورٹ: محمد عبداللہ)

تنظیم اسلامی' فیصل آباد (شرقی و غربی) کی مشترکہ شب بسری

حسب سابق تنظیم اسلامی' فیصل آباد کی ماہانہ شب بسری کا اہتمام عزیز مسجد میں ہوا۔ بعد نماز مغرب محمد رشید عمر صاحب نے درس قرآن دیا۔ عنوان تھا: ''امر بالمعروف و نہی عن المنکر'' درس میں احباب اور رفقاء کی تعداد ۴۰ تھی۔

بعد نماز عشاء محمد نعمان اصغر صاحب نے ''تقویٰ کی حقیقت اور حصول تقویٰ'' پر گفتگو فرمائی۔ سامعین کی تعداد ۴۵ تھی۔

آداب طعام عبدالرؤف صاحب نے بیان کئے۔ بعد از طعام ملک احسان الٰہی صاحب نے بسنت کی حقیقت کے متعلق اخباری بیان پڑھ کر سنایا جو کہ ان کے بیٹے آصف احسان عبدالباقی صاحب نے لکھا تھا اور مشورہ کے بعد تقریباً ۶۰۰۰ کی تعداد میں چھپوا کر فیصل آباد کی مختلف مساجد میں تقسیم بھی کیا گیا۔

سونے سے قبل حکیم مختار احمد صاحب نے سیرت حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے متعلق گفتگو کی جو کہ کئی ماہ سے سلسلہ وار چل رہی ہے۔ سونے کے آداب حکیم مختار احمد صاحب نے بیان کئے۔ صبح ۴ بجے رفقاء کو بیدار کیا گیا۔ انفرادی عبادت کے بعد شیخ محمد سلیم صاحب نے سورہ الصف کا مطالعہ کروایا اور بعد نماز فجر حکیم مختار احمد صاحب نے درس حدیث دیا۔ کل ۱۸ رفقاء نے جزوی و کلی شرکت کی۔

(رپورٹ: ابوعبدالسمیع)

تنظیم اسلامی' پشاور کا ایک روزہ دعوتی پروگرام

ایک روزہ دعوتی پروگرام کے لئے حلقہ سرحد (جنوبی) کے دفتر سے گیارہ رفقاء مورخہ ۱۷ فروری ۲۰۰۱ء کو پشاور شہر کے مضافاتی موضع کانگڑہ کے لئے تقریباً ساڑھے پانچ بجے شام روانہ ہوئے۔ بھائی طارق خورشید کو اس دعوتی قافلے کی امارت کی ذمہ داری سونپی گئی۔ تقریباً شام ۷ بجے کانگڑہ پہنچے۔ وہاں پر مولانا ایاز احمد حقانی صاحب کو منتظر پایا۔ مولانا ایاز احمد حقانی صاحب دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے فارغ التحصیل ہیں۔ کانگڑہ کی مین بازار مسجد میں عشاء کی نماز ادا کی گئی۔ نماز عشاء کے بعد اس مسجد میں ''معمول'' درس قرآن ہے' لیکن مدرس نے رفقائے تنظیم کے خطاب کے لئے درس قرآن کو ملتوی کر دیا۔ وارث خان بھائی نے مختصر اور جامع انداز میں بزبان پشتو اپنی آمد اور دعوت سے سامعین کو آگاہ کیا۔ رات کا کھانا مولانا ایاز احمد حقانی صاحب کے مدرسہ جامعہ الاسلامیہ للبنات میں کھایا۔ میجر (ر) فتح محمد صاحب نے بہت مدلل اور جامع انداز میں مسئلہ کشمیر پر گفتگو کی۔ رات مولانا صاحب کے رشتہ دار کے حجرے میں بسر کی اور صبح کی نماز مسجد دارالفرقان میں ادا کی۔ نماز فجر کے بعد بھائی وارث خان نے خطاب کیا۔ ناشتے کے بعد مسجد میں تعلیمی نشست ہوئی۔ نماز ظہر کے لئے شرکاء کو تین تین رفقاء کی جماعت میں تقسیم کر کے مختلف مساجد میں بھیج دیا گیا' جہاں پر قرآن مجید کے حقوق مختصر بیان کئے گئے۔ واپسی پر رفقاء کو آرام کے لئے وقت دیا گیا۔ نماز عصر کے لئے پھر ان ہی تین تین رفقاء کی جماعتیں تشکیل کر کے ان ہی مسجدوں میں بھیج دیا گیا' جہاں ''فرائض دینی'' کے موضوع پر بات ہوئی اور احباب میں دعوتی لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ تفصیلی خطاب کے بعد سوال و جواب کی بھرپور نشست ہوئی۔ ایک مسجد میں بھائی وارث خان' دوسری مسجد میں بھائی غلام مقصود اور تیسری مسجد میں میجر (ر) فتح محمد نے خطاب کئے اور بعد میں سامعین کے سوالات کے جوابات دیئے۔

مجموعی طور پر ۱۵۰ افراد تک تنظیم کی دعوت اس دو روزہ کے نتیجے میں پہنچی۔ اللہ تعالیٰ اس سعی کو شرف قبولیت بخشے۔

(رپورٹ: انعام اللہ)

ماہانہ میٹنگ اسرہ قرآن کالج' لاہور

اسرہ قرآن کالج کی ماہانہ میٹنگ ۲۸ فروری بروز بدھ کو قرآن کالج ہاسٹل میں ہوئی۔ میٹنگ کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ فصیح الرحمٰن نے سورۃ التین کی تلاوت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اسی ضمن میں اسرہ کے نقیب پروفیسر محمد مسعود اقبال نے تشریح فرمائی اور سورۃ کے مضمون پر روشنی ڈالی اور تنظیم میں شمولیت فرمانے والے نئے رفقاء کو مبارک باد دی اور پھر ان سے تفصیلی مذاکرہ ہوا۔ تنظیم میں شامل ہونے والے رفقاء میں محمد شاہنواز بورانہ' شنی ظفر اور کاشف نوید فلک شامل ہیں۔

علاوہ ازیں رفقاء سے مشورہ لیا گیا کہ کام کو بہتر طریقے سے چلانے کے لئے مزید کیا کیا تدابیر اختیار کرنی چاہئے۔ لہٰذا طے پایا گیا کہ اسرہ کے زیر اہتمام ہفت روزہ یا پندرہ روزہ درس قرآن بھی ہونا چاہئے تا کہ رفقاء و احباب قرآن مجید کی رہنمائی سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہو سکیں۔ آخر میں علاؤالدین نے اختتامیہ دعا فرمائی۔

(رپورٹ: کرم داد خان بلوچ)

English Section

BAL THACKERAY CAPTURES LAHORE

On 6th September 1965, India invaded Lahore with full force deploying almost all of her army just on one front. The Indians were so sure of their victory that their Commander-in-Chief a day before, boasted to have a large whisky at Gymkhana. But the valiant soldiers of Pakistan stopped the Indian onslaught by spilling their blood and did not allow even a single Indian soldier to cross the canal.

Failing to make any dent in Pakistan's defence, the Indian Foreign Minister Changla cried in the United Nations that he accepts ceasefire then and there. Now after 35 years, in the new millennium, the Shiv Sena Chief Bal Thackeray has declared in Bombay the capture of Lahore by the Hindu culture.

Commenting on celebration of the Hindu event of Basant by Lahorites with great fervour and joy, Bal Thackeray said that it signalled the victory of the Hindu religion and complimented the people of Pakistan for forging cultural affinity with India. Condemning the establishment of a separate homeland for the Muslims, Thackeray lamented that had the Muslims willingly adopted the Hindu culture before the partition of India, lakhs of people would not have died in vain. The jubilant Thackeray has called for end of Jihad and crushing the Jihadi organizations.

It is a matter of regret and remorse that in sixty years the city of Lahore has been transformed from a beacon of liberty and freedom to a witch-hunted den. It seems that this historical city has fallen under the sway of the typical "Heeramandi" culture, which has gripped it in the grab of so-called elitism. The downtown, generally called the 'inside city', was distinguished by holding "Mujras" as the prostitutes were galore but the custom was confined to marriages alone. With the ban on prostitution by the famous Governor Kalabagh, the prostitutes spread in the city, especially in the new modern localities. Now their progeny hold sway over the city.

Failing to capture Lahore by armed invasion, India has skillfully subverted the Lahorites' freedom fervor through Raw-engineered plot. The progeny of prostitutes have been bribed to spread the Hindu culture by highlighting its recreational aspect. No wonder the evil has the tendency to spread at a quicker pace and the simple folk are pretty gullible to fall for that.

We honestly feel that the majority of the citizens of Lahore are good Muslims. It is only wayward youth who have fallen victim to the enemy agents for enjoying kite flying on Basant festival. But the real culprits are those who are well entrenched in the Media, particularly the PTV from where they operate with ease. The rulers are always prone to fall on easy victim to their machinations as they make subtle moves ostensibly to promote tourism and investment. It is not without well-thought-out plan that the Indian diplomats visit Lahore on Basant and extend patronage to the zealous organizers of recreational programmes on that day.

This time, the PTV has taken lead in celebrating Basant and, has telecast specially produced programmes on that occasion giving an impression to an ordinary citizen that the celebration of the Hindu festival has the blessing of the government. We certainly do not hold that view, as we know that the Chief Executive General Parvez Musharraf comes from a religious family and he has made it clear that he is proud to be a Muslim. Perhaps he is not fully aware of the fact that what the PTV high-ups claim to be positive programmes are indeed directed against the national interest.

We wish to draw the attention of the government to the deep-rooted conspiracy of the PTV to spread the Hindu culture thus providing an opportunity to the archenemy of Pakistan, Bal Thackeray to pick the courage to question, the two-nation theory and the creation of Pakistan. The Lahorites must also awaken to the danger posed by the progeny of prostitutes operating under the grab of elitism. We are confident that the people of Lahore are torchbearers of the freedom movement and are imbued with the sublime spirit of patriotism engendered by the Quaid-e-Azam's clarion call of 1940 right from the heart of their city. We only urge them to purge their great city of enemy agents who are hiding in many nooks and corners.

(Courtesy: Daily Nawa-i-Waqt, February 25, 2001)

Vol : 10 | Regd. CPL No.127 | No.10
WEEKLY NIDA-I-KHILAFAT LAHORE

افہام وتفہیم

✪ بے حجابی کے سیلاب کو کس طرح روکا جاسکتا ہے؟

✪ حضرت امیر معاویہؓ کی خلافت 'خلافت راشدہ' کیوں نہیں؟ ✪ اعتماد اٹھ جائے تو خلیفہ کو کیسے تبدیل کیا جاسکتا ہے؟

قرآن آڈیٹوریم میں ہفتہ وار درسِ قرآن کے بعد امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد سے سوال وجواب کی نشست

سوال: ایک خلیفہ پر سے اگر عوام کا اعتماد اٹھ جائے تو اس کی تبدیلی کا کیا طریقہ ہوگا؟

جواب: وہ تو میں نے بتا ہی دیا ہے کہ جب ہم نے یہ طے کرلیا کہ اس کی مدت چار سال یا پانچ سال کی ہے تو ٹرم (Term) پوری کرنے کے بعد دوبارہ الیکشن ہونے ہی ہیں۔ خلافت راشدہ میں تو یہ تھا کہ ایک شخص منتخب ہوگیا اور تادمِ مرگ وہ خلیفہ رہا، لیکن یہ آپ پر واجب نہیں کیا گیا، کیونکہ ایک ٹرم معین کردینا حرام نہیں ہے۔ دوسرا معاملہ عوام کا اعتماد اٹھنے کا نہیں، بلکہ معزولی کا ہے۔ اگر آپ اسے معینہ مدت کے اندر معزول کردیتے ہیں تو ہٹ جائے گا، ورنہ نہیں۔

سوال: اگر حضرت امیر معاویہؓ کی خلافت اس لئے خلافت راشدہ نہیں کہ انہیں تمام مسلمانوں نے منتخب نہیں کیا تھا تو بتائیں کہ اولین چار خلفاء میں سے کس کو کُل مسلمانوں نے منتخب کیا؟ اگر نہیں تو پھر امیر معاویہؓ کی خلافت 'خلافت راشدہ' کیوں نہیں؟

جواب: کُل مسلمانوں کے انتخاب کا موجودہ تصور تو اس وقت تھا ہی نہیں۔ رائے دہی کا یہ نظام اس وقت موجود نہیں تھا۔ لیکن پہلے چاروں خلفاء کا انتخاب ان کے اپنے دعوے پر نہیں ہوا۔ حضرت ابوبکرؓ خود مدعیِ خلافت نہیں تھے، حضرت عمرؓ نے تجویز کیا کہ ہاتھ بڑھایئے، پھر خود بیعت کی۔ حالانکہ ابوبکرؓ نے تو یہ کہا تھا کہ یہ عمر اور ابوعبیدہ بن الجراحؓ دونوں موجود ہیں، حضورﷺ دنیا سے اس حال سے تشریف لے گئے ہیں کہ وہ ان دونوں سے خوش تھے، جس کو چاہو منتخب کرلو۔ اسی طرح سے حضرت عمرؓ مدعی نہیں تھے، حضرت ابوبکرؓ نے مشورہ کرکے انہیں منتخب کیا۔ حضرت عثمانؓ کے انتخاب کا معاملہ چھ صائب الرائے صحابہؓ کے مشورے سے ہوا۔ حضرت عمرؓ نے چھ افراد کی جماعت بنائی اور پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے عام مسلمانوں سے بھی مشورے کئے۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد بلوائیوں نے حضرت طلحہ اور حضرت زبیرؓ کو مجبور کیا کہ وہ بیعت قبول کرلیں۔ انہوں نے صاف انکار کردیا۔ ابتداءً حضرت علیؓ نے بھی انکار کیا تھا کہ یہ فتنے کا وقت ہے اور میں اس حال میں بیعت قبول کرنے کو تیار نہیں ہوں، لیکن جب ان کا دباؤ پڑا اور حضرت علیؓ نے بھی دیکھا کہ اگر بغیر خلیفہ کے یہ نظام زیادہ دیر تک چلتا رہا تو انتشار بڑھ جائے گا، چنانچہ انہوں نے اصلاحِ احوال کے پیش نظر خلافت قبول کرلی۔ جب کہ امیر معاویہؓ کی پشت پر ایک قبائلی قوت تھی جس کا شام کے اندر ایک مرکز قائم ہوا۔ میں ان کی نیت پر کوئی حملہ نہیں کررہا، معاذاللہ! وہ صحابیِ رسولؐ ہیں، لیکن ان کی خلافت اس طور سے منعقد نہیں ہوئی جیسے پہلے چاروں خلفاء کی ہوئی تھی۔ یہ فرق ہے جس کی بناء پر خلافت راشدہ حضرت علیؓ کی خلافت پر ختم ہوئی۔ بلکہ امام الہند شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی رائے تو یہ ہے کہ حضرت علیؓ بھی اپنی ذات میں خلیفۂ راشد ہیں، لیکن ان کا دَور خلافت راشدہ میں شامل نہیں۔ کیوں نہیں؟ اس لئے کہ عالم اسلام ان کے زمانے میں یکجا نہیں ہوا۔ لیکن اہل سنّت کا تقریباً اجماع ہے (سوائے ایک شاذ رائے کے) کہ ان چاروں خلفاء کا زمانہ دَورِ خلافت راشدہ ہے۔

سوال: موجودہ زمانے میں حجاب کو قائم رکھتے ہوئے پاکستان میں کس طرح ہم اپنی تمام دینی بہنوں بیٹیوں کو زندگی کے ہر پہلو اور ہر شعبے میں شریک کرسکتے ہیں کہ ماؤں کی گھریلو مصروفیت اور بچوں کی شریعت کے اعتبار سے تربیت بھی زیادہ متاثر نہ ہو؟ براہ کرم یہ بھی بتایئے کہ اس بڑھتی ہوئی بے حجابی کے سیلاب کو کس طرح روکا جائے؟

جواب: دیکھئے میں نے یہ نہیں کہا کہ عورتوں کے لئے کام کرنا لازم ہے۔ میں تو شریعت کا یہ حکم بتا رہا ہوں کہ ان کے لئے کام کرنا حرام نہیں۔ کوئی ایسی عورت ہے جس کا شوہر فوت ہوگیا ہے، وہ اپنے بچوں کے لئے زکوٰۃ وخیرات نہیں لینا چاہتی بلکہ کام کرنا چاہتی ہے تو وہ گھر میں بیٹھ کر کام کرے۔ ہماری کتنی ہی خواتین ہیں جو بیوہ ہوگئیں اور انہوں نے سلائی کڑھائی کرکے بچوں کو پالا۔ لیکن یہ کام ہوتا ہے گھر میں بیٹھ کے۔ اس کے لئے آپ گھریلو صنعت کو رواج دیجئے۔ کام کرنے میں کیا برائی ہے؟ باقی ہر میدان میں کاندھے سے کاندھا ملا کر عورتوں کو لانا جائز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بنیادی طور پر ان کے میدان ہی علیحدہ بنائے ہیں۔ لیکن مجبوری ہو، ایمرجنسی ہو تو یہ حرام نہیں ہے کہ کوئی خاتون گھر سے باہر جاکر کام کرے، لیکن اس صورت میں وہ اپنے ستر اور حجاب کے تقاضوں کو پورا کرے گی اور جاکر ملازمت کرکے واپس آجائے گی، یہ حرام نہیں ہے۔ ستر اور حجاب کی پابندیوں کے ساتھ بھی ان چیزوں کے راستے کھلے ہوئے ہیں۔ لیڈی ڈاکٹر بننا چاہتی ہے بنے۔ لیکن پائلٹ بننا بھی کوئی فرض ہے؟ یہ تو ترقی پسندوں کا نظریہ ہے کہ ہر میدان میں کندھے سے کندھا ملایا جائے۔ حالانکہ کندھے سے کندھا آج تک نہیں ملا اور امریکہ میں بھی آج تک کوئی عورت صدرِ ریاست نہیں بنی۔ لیکن انہوں نے ہم لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے اور پاگل بنانے کے لئے "مساواتِ مرد وزن" کا نعرہ لگایا ہے۔ ورنہ وہاں کیوں نہیں کوئی عورت آج تک صدر بن گئی؟ تو اس اعتبار سے یہ ہر میدان کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ ایمرجنسی میں کوئی ضرورت ہو جو قومی سطح پر بھی پیش آسکتی ہو تو دوسری بات ہے۔ مثلاً ہم کہتے ہیں کہ ہمارے ملکی حالات ایسے ہیں کہ ہمیں صنعتی ترقی کے لئے عورتوں کی ضرورت ہے تو ٹھیک ہے عورتیں کام کریں، لیکن جیسا کہ میں نے پہلے کہا ترجیحات کی ترتیب یہ ہوگی کہ سب سے پہلے گھریلو صنعت کو رواج دیں تاکہ عورت گھر میں رہ کر کام کرسکے، نہ کہیں آنا جانا ہو، نہ گھر سے نکلنا ہو اور نہ وقت صرف ہو تو قومی سطح پر پروڈکشن میں تو اس کا حصہ ہوگیا۔ پھر آپ ایسے صنعتی یونٹ بنادیں جس میں آٹھ گھنٹے کی بجائے چار گھنٹے کی شفٹ ہو۔ عورت چار گھنٹے بآسانی نکال سکتی ہے کہ اس کے بعد وہ گھر کے کام بھی کرے۔ اس میں البتہ یہ ضروری ہے کہ عورتوں کا ہی یونٹ ہو، عورتیں ہی اس کی نگرانی کریں اور اختلاطِ مرد وزن نہ ہو۔